ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

2

www.tanzeem.org

11 تا 17 ربیع الثانی 1438ھ/ 10 تا 16 جنوری 2017ء

مُبلّغ کی دِل سوزی

کوئی شخص اُس وقت تک اپنے تاریخی پس منظر، نظریاتی وابستگی اور خاندانی وقار کے تقاضوں کو نہیں بھلا سکتا جب تک اسے داعی کی بے لوثی، نیک نفسی اور دِلسوزی کا یقین نہ ہو جائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے دعوتی عمل میں یہ پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ ان کے استدلال میں، ان کی جذباتی و فطری اپیل میں اور عبرت آموز واقعات کے بیان میں ہر جگہ ایک ہی جذبہ، ایک ہی روح اور ایک ہی خواہش نظر آتی ہے کہ مخاطب کسی طرح حق کی آواز سن لے اور اس کی صداقت کو مان لے۔ یہ مقدس نفوس نہ صرف یہ کہ اس حقیقت کا خود شعور رکھتے ہیں بلکہ مخاطب کو بھی مختلف وجوہ سے اپنی بے غرضی اور ایثار کا احساس دلاتے ہیں، کیونکہ اس کی معرفت سے دعوت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہر نبی نے مخاطبین کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس دعوت کے ذریعے کوئی ذاتی مفاد یا مالی منفعت حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ داعیانِ حق مصائب و آلام کا شکار ہوتے ہیں مگر ثبات و استقامت کے ساتھ اپنا دعوتی عمل جاری رکھتے ہیں۔ وہ مخالفتوں کے طوفان میں گھبرانے اور چڑنے کی بجائے دُعائیں دیتے ہیں۔ غزوۂ اُحد میں حضور ﷺ کو لہولہان کیا جاتا ہے اور آپؐ شدید اذیت کے لمحات میں دست بدعا ہو کر یوں گویا ہوتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ)) (مسلم)

’’اے اللہ میری قوم کو بخش دے، یہ حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔‘‘

طائف کے سفر میں آپؐ سے جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اس سے کون آگاہ نہیں، مگر آپؐ ان کے لیے بددُعا نہیں کرتے۔

ڈاکٹر خالد علوی

اس شمارے میں

طاغوتی قوتوں کا اسلام دشمن ایجنڈا اور اُمت مسلمہ

قرآن کی عظمت اور تاثیر

کوفت سے کیا فائدہ؟

مطالعۂ کلام اقبال

مفاہمت کی سیاست اور پلی بارگین

روشن خیالی یا تاریک خیالی

کیا افغانستان کی قسمت کا دارومدار ٹرمپ پر ہے؟

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (737)

کشتی کا تختہ توڑنے اور لڑکے کو قتل کرنے کی حکمت

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الکھف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 78 تا 81

قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِکَ ۚ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاۡوِیۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعۡ عَّلَیۡہِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیۡنَۃُ فَکَانَتۡ لِمَسٰکِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ فِی الۡبَحۡرِ فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اَعِیۡبَہَا وَ کَانَ وَرَآءَہُمۡ مَّلِکٌ یَّاۡخُذُ کُلَّ سَفِیۡنَۃٍ غَصۡبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا الۡغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤۡمِنَیۡنِ فَخَشِیۡنَاۤ اَنۡ یُّرۡہِقَہُمَا طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ یُّبۡدِلَہُمَا رَبُّہُمَا خَیۡرًا مِّنۡہُ زَکٰوۃً وَّ اَقۡرَبَ رُحۡمًا ﴿۸۱﴾

آیت ۷۸ ﴿قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِکَ ۚ سَاُنَبِّئُکَ بِتَاۡوِیۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعۡ عَّلَیۡہِ صَبۡرًا ﴿۷۸﴾﴾ ’’اُس (خضر) نے کہا: بس اب یہ جدائی (کا وقت) ہے میرے اور آپ کے درمیان‘ اب میں آپ کو بتائے دیتا ہوں اصل حقیقت ان چیزوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔‘‘

آیت ۷۹ ﴿اَمَّا السَّفِیۡنَۃُ فَکَانَتۡ لِمَسٰکِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ فِی الۡبَحۡرِ﴾ ’’جہاں تک اُس کشتی کا معاملہ ہے تو وہ غریب لوگوں کی (ملکیت) تھی جو محنت کرتے تھے دریا میں‘‘

وہ بہت غریب اور نادار لوگ تھے‘ صرف وہ کشتی ہی ان کے معاش کا سہارا تھی۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کو دریا کے آر پار لے جاتے اور اس مزدوری سے اپنا پیٹ پالتے تھے۔

﴿فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اَعِیۡبَہَا وَ کَانَ وَرَآءَہُمۡ مَّلِکٌ یَّاۡخُذُ کُلَّ سَفِیۡنَۃٍ غَصۡبًا ﴿۷۹﴾﴾ ’’تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں‘ اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو پکڑ رہا تھا ہر کشتی کو زبردستی۔‘‘

بادشاہ ہر اُس کشتی کو اپنے قبضے میں لے لیتا تھا جو صحیح و سالم ہوتی تھی۔ ان نادار لوگوں کی کشتی بھی اگر بے عیب ہوتی تو بادشاہ ان سے زبردستی چھین لیتا۔ چنانچہ میں نے اس کا ایک تختہ توڑ کر اسے عیب دار کر دیا۔ تختی کی مرمت کر کے کشتی ان کی روزی کا ذریعہ بنی رہے گی۔ لہٰذا وہ تختہ ان لوگوں کی بھلائی کے لیے توڑا گیا تھا نہ کہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے۔

آیت ۸۰ ﴿وَ اَمَّا الۡغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤۡمِنَیۡنِ فَخَشِیۡنَاۤ اَنۡ یُّرۡہِقَہُمَا طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ﴿۸۰﴾﴾ ’’رہا وہ لڑکا! تو اس کے والدین دونوں مؤمن تھے‘ تو ہمیں خدشہ ہوا کہ وہ سرکشی اور ناشکری سے ان پر تعدی کرے گا۔‘‘

حضرت خضر کو اپنے خاص علم کی بنا پر معلوم ہوا ہو گا کہ بچہ بڑا ہو کر والدین کی ناشکری کرے گا۔

آیت ۸۱ ﴿فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ یُّبۡدِلَہُمَا رَبُّہُمَا خَیۡرًا مِّنۡہُ زَکٰوۃً وَّ اَقۡرَبَ رُحۡمًا ﴿۸۱﴾﴾ ’’پس ہم نے چاہا کہ ان دونوں کو بدلے میں دے ان کا رب اس سے بہتر (اولاد) پاکیزگی میں اور قریب تر شفقت میں۔‘‘

بچے کے والدین چونکہ نیک اور صالح لوگ تھے اس لیے ان کے رب نے چاہا کہ اس بچے کی جگہ انہیں ایک ایسا فرزند عطا فرمائے جو پاکیزہ نفسی و پرہیزگاری میں اس سے بہتر اور مروّت و دردمندی میں اس سے بڑھ کر ہو۔

فرمانِ نبویؐ

حیا کی حقیقت

عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ طَلۡحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((لِکُلِّ دِیۡنٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الۡاِسۡلَامِ الۡحَیَاءُ)) (مشکوۃ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

حضرت زید بن طلحہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔‘‘

تشریح: حیا ہی وہ خوبی ہے جو انسانوں کو معراجِ انسانیت پر لا کھڑا کرتی ہے اور اسی سے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اسی وصف سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے اور اسی سے آداب و اخلاق نکھرتے اور سنورتے ہیں۔ اسی وصف سے انسانوں میں تہذیب و شائستگی پروان چڑھتی ہے نیکی اور سچائی کا چمن شاداب ہوتا ہے‘ شرافت و امانت کے پھول کھلتے ہیں۔ مروت و احسان کے ثمر لگتے ہیں۔ حیا انسان کی فطری خوبی ہے جو رب کائنات نے اسے عطا کی ہے۔

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
11 تا 17 ربیع الثانی 1438ھ جلد 26
10 تا 16 جنوری 2017ء شمارہ 02
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادا ریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طاغوتی قوتوں کا اسلام دشمن ایجنڈا اور اُمت مسلمہ

جنگ عظیم اوّل اور دوئم گزشتہ صدی کے اہم ترین واقعات میں سے تھیں۔ دونوں جنگیں عیسائی ممالک کے درمیان ہوئیں۔ پہلی جنگ میں ایک سازش کے تحت سلطنت عثمانیہ کو بھی ملوث کرلیا گیا، جبکہ دوسری جنگ عظیم میں کوئی مسلمان ملک براہ راست ملوث نہیں تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے نتیجہ میں مسلمان ممالک کے حصے بخرے ہوگئے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلمان بُری طرح متاثر ہوئے اور وہ انتہائی کمزور ہوگئے۔ لیکن یورپ جس میں تمام عیسائی ممالک ہیں' وہ متحد ہوگئے۔ یورپین یونین منظر عام پر آ گئی۔ ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر سب کی کرنسی ایک (یورو) ہوگئی۔ ان جنگوں کے نتیجہ میں اگرچہ عالمی پاور سنٹر لندن نہ رہا لیکن وہ واشنگٹن بنا' یعنی ایک دوسرے عیسائی ملک امریکہ منتقل ہوگیا۔ سوویت یونین بھی ایک سپر پاور کی حیثیت سے اُبھرا۔

1917ء میں اگرچہ زارِ روس کے خلاف بالشویک انقلاب نے مذہب کا دیس نکالا کر دیا تھا۔ (اہل روس کا مذہب عیسائیت ہی تھا)۔ یہ لادین کمیونسٹ بھی مشرقی یورپ میں ایک بلاک بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ گویا دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہوگئی۔ امریکہ اور یورپ کے عیسائی ممالک نے اگرچہ ریاستی امور سے مذہب کو بے دخل کر دیا اور سیکولر طرزِ حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا لیکن انفرادی اور نجی سطح پر انہوں نے عوام کو مذہبی آزادی دی اور ریاست فرد کے مذہبی اعتقادات اور رسوم وعبادت سے لاتعلق ہوگئی۔ امریکہ اور مغربی یورپ میں سرمایہ دارانہ نظام نے اپنی جڑیں خوب گہری اور مضبوط کرلیں۔ سوویت یونین اور مشرقی یورپ میں کارل مارکس کے کمیونسٹ نظریات جو سرمایہ دارانہ نظام کی ضد تھے، اس کے حاملین اپنا قبضہ مضبوط کر چکے تھے۔ ان دونوں بلاکوں کے درمیان کشمکش شروع ہوگئی۔ یہ کشمکش سیاسی اور معاشی سطح پر انتہائی تند اور تیز بھی اور کئی مرتبہ عسکری تصادم کی طرف بھی بڑھی لیکن دونوں قوتوں کا کوئی براہِ راست تصادم نہ ہوا۔

امریکہ اور یورپ حکومتی سطح پر سیکولرازم کے علمبردار ہونے کے باوجود افراد کی مذہبی آزادی پر یقین رکھتے تھے اور کمیونزم خدا کا انکاری تھا۔ لہٰذا مسلمان ممالک کی اکثریت امریکی بلاک کی طرف رجحان رکھتی تھی۔ امریکہ بھی مسلمان ممالک کے اس رجحان کو اپنے حق میں استعمال کرتا تھا۔ سوویت یونین نے جب افغانستان میں فوجی مداخلت کر کے حماقت عظمیٰ کا ارتکاب کیا تو امریکہ نے بھی (حقیقت میں امریکہ میں سرمایہ دارانہ نظام کے پشتیبانوں نے) موقع غنیمت سمجھا کہ سوویت یونین اور اُس کے حلیف جو کسی وقت بھی سرمایہ دارانہ نظام پر کاری ضرب لگا سکتے ہیں، ان پر بھرپور وار کیا جائے۔ لہٰذا یکلخت امریکیوں کے دلوں میں اسلام اور جہاد کی محبت پیدا ہو گئی اور وہ مسلمانوں کی مدد سے سوویت یونین کو شکست دینے اور اس کے حصے بخرے کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ بہرحال امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بننے میں کامیاب ہوگیا اور سرمایہ دارانہ نظام کا ایک حریف کمیونزم بری طرح شکست کھا کر پسپا ہوگیا۔ دیوارِ برلن مسمار ہوگئی' مشرقی اور مغربی یورپ کے مابین جغرافیائی حدود اگرچہ قائم رہیں لیکن دونوں نظریاتی طور پر ایک ہوگئے۔ کمیونزم کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ دفن ہوگیا۔ بہرحال یہ تو اٹل حقیقت ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کو کمیونزم سے لاحق خطرہ مکمل طور پر ٹل گیا۔

1924ء میں جب ترکِ ناداں نے خلافت کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کر دیا تو مسلمانوں کا کوئی ملک

بھی دنیا میں ایسا نہ رہا جو یہ دعویٰ بھی کر سکے کہ اس کے ہاں مکمل اسلامی نظام قائم ہے اور وہ ایک خالص اسلامی ریاست ہے۔ پھر یہ کہ کسی مسلمان ملک کے سیاسی اور عسکری حالات اطمینان بخش نہ تھے اِس کے باوجود عیسائی دنیا کے دانشور اچھی طرح سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظام ایک جامع‘ پُرکشش اور مضبوط بنیادیں رکھنے والا نظام ہے۔ اگر کسی مسلمان ملک کے باشندے کسی وقت بھی خوابِ غفلت سے جاگ گئے اور کہیں پر اسلامی نظام قائم ہو گیا تو یہ سرمایہ دارانہ نظام جو انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال کرنے کے حوالے سے بدترین نظام ہے‘ کسی صورت کھڑا نہ رہ سکے گا۔ اس لیے کہ تاریخ نے انہیں صاف صاف الفاظ میں واضح کیا ہے کہ یہ اسلامی نظام ہی ہے جس کے بل بوتے پر مسلمان انسانی تاریخ میں طویل ترین عرصہ تک سپریم پاور کی حیثیت سے حکمرانی کرتے رہے۔ لہٰذا سرمایہ دارانہ نظام کے تحفظ کے لیے یہ ازحد لازم ہے کہ مسلمان ممالک کے مزید حصے بخرے کیے جائیں، ان پر مزید ضربیں لگا کر انہیں کمزور سے کمزور تر کر دیا جائے۔ انہیں آپس میں لڑایا جائے، ان پر ان ہی میں سے ایسے لوگ مسلط کیے جائیں جو ظلم کرنے والے ہوں اور ہوسِ اقتدار میں مسلمانوں کی بجائے اُن کے یعنی مسلمانوں کے دشمنوں کے مفادات کا تحفظ کریں۔ بدقسمتی سے وہ اس میں بھی واضح کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ افغانستان میں طالبان کے دور میں اسلامی نظام کافی حد تک قائم ہو گیا تھا اور افغانستان ایک مکمل اسلامی ریاست بننے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا کہ امریکہ اور یورپی اتحادیوں نے اس پر شب خون مارا اور اپنے تئیں افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ جہاں تک عرب کے مسلمان ممالک کا تعلق ہے وہ تو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ مسلمان ممالک میں صرف پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے۔ جس کے پاس ایک مضبوط پیشہ وارانہ فوج ہے اور ملکی سلامتی کو خاص طور پر اس خطے سے اگر کوئی خطرہ پیدا ہو تو وہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ لہٰذا امریکہ اور اُس کے حواری اب پاکستان کے خلاف گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کے ساتھ اُنہوں نے دفاعی معاہدے کر لیے ہیں اور پاکستان کے اندر دہشت گردی کروانے کے لیے بھی وہ بھارت کو استعمال کر رہے ہیں۔ خود پاکستان کے اندرونی حالات بڑے دگرگوں ہیں۔ پاکستانی معاشرہ دنیا بھر کی برائیوں کا گڑھ بن چکا ہے۔ سیاست دان اقتدار کی ہوس میں اندھے ہو چکے ہیں۔ انتخابی دھاندلی کا ارتکاب کرتے بھی ہیں اور اس کے خلاف دھرنے بھی دیتے ہیں۔ آج کل پانامہ پانامہ کھیل رہے ہیں‘ کوئی عالمی سطح پر کرپشن کے سنگین الزامات لگ جانے کے باوجود کرسی چھوڑنے کو تیار نہیں اور کوئی کہتا ہے کہ آج ہی کرسی چھوڑ دو ہم سے مزید انتظار نہیں ہوتا۔ سلامتی کو لاحق ہونے والے خطرات کا اُنہیں نہ صحیح ادراک ہے نہ نتائج کی پرواہ ہے۔ اُن کا طرزِعمل ایسا ہے کہ ملک رہے نہ رہے اپنے سیاسی دشمن کو ہر قیمت پر ٹھکانے لگا کر چھوڑوں گا۔ البتہ خوش قسمتی سے پاکستان کو چین جیسا ہمسایہ اور مخلص دوست میسر ہے۔ مزید خوش قسمتی یہ ہے کہ چین کی اپنی سلامتی کا بھی پاکستان کی سلامتی پر کافی حد تک انحصار ہے۔ سی پیک کی اصل اور اوّلین اہمیت دفاعی ہے جبکہ اقتصادی اہمیت ثانوی ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی وجہ سے امریکہ اور بھارت سی پیک کی زبردست مخالفت کر رہے ہیں۔

روس کے پاکستان کے قریب آنے کی وجہ یہی ہے، روس سمجھتا ہے کہ اگر امریکہ پاکستان کو راستے سے ہٹا کر اور بھارت کے ساتھ مل کر چین کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو خطے میں کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور روس کا بھی سی پیک کا حصہ بن کر گرم پانیوں تک پہنچنا ممکن نہیں رہے گا۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اپنا طرزِعمل نہ بدلیں، سیاست دان لوٹ مار جاری رکھیں، جرنیل اپنی حدود سے تجاوز کر کے حکومت کرنے کے خواب دیکھتے رہیں، تاجر ڈاکو بن کر عوام کو لوٹیں، کوئی شے بازار میں خالص دستیاب نہ ہو‘ مذہبی رہنما مذہب کو پیشہ بنا لیں‘ عدالتوں میں عدل عنقا ہو جائے‘ غریب کا کوئی پُرسان حال نہ ہو‘ زر اور زمین کی خاطر ہر اصول، نظریے اور قانون کو پس پشت ڈال دیا جائے‘ سڑکوں پر سرِعام انسانوں کو لوٹا جائے، اُن کا قتل عام ہو اور امن و امان خواب بن جائے تب بھی پاکستان کو دوسرے یعنی دوست اور ہمسایہ بچا لیں گے؟ ایسا ممکن نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ان مذکورہ مسائل پر قابو پانے کے لیے ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک ہونے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی سلامتی کا تحفظ تب ہی ممکن ہے۔ لیکن کیا ہم پنجابی‘ بلوچی‘ پٹھان اور سندھی بن کر اتحاد کا ہدف حاصل کر سکتے ہیں؟ کیا شیعہ سنی تفرقہ رہے اور امن قائم ہو جائے یہ ممکن ہے؟ کیا امیر اور سرمایہ دار سے امتیازی سلوک اور غریب کو دیوار سے لگا کر پاکستان طبقاتی کشمکش سے بچ سکے گا؟ کیا ذات اور برادری کے حوالے سے اونچ نیچ کو فراموش کیے بغیر اتحاد ممکن ہو گا؟ لہٰذا پاکستان کے اتحاد، بقا اور استحکام کے لیے ہم ایک ایسے نظام کے محتاج ہیں جو محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑا کر دے۔ ایسا نظام جس میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پی سکیں۔ ایک ایسا نظام جس میں حاکم وقت بھی جوابدہ ہو اور کسی ظلم و زیادتی پر اُسے عدالتی کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکے۔ ایک ایسا نظام جو طبقاتی امتیاز ختم کر دے۔ جغرافیائی بُعد برادرانہ تعلقات میں حائل نہ ہو۔ پنجابی پنجابی اور بلوچی بلوچی ہونے کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام اور عدل کی بنیاد پر ایک دوسرے کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہو۔ اسلامی اور ایمانی حمیت کو دوسری تمام نوع کی حمیت اور عصبیت پر ترجیح دے۔ اسلام کسی سے محبت، چاہت اور تعاون کی اصل بنیاد ہو۔ لہٰذا گزشتہ صدی سے سامراجی قوتوں نے جس ایجنڈے کا آغاز کیا تھا اور جس کی وہ اب تکمیل چاہتے ہیں۔ اُس کا مقابلہ صرف اُس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب یہ نظریاتی ملک صحیح معنوں میں نظریہ کی بنیاد پر کھڑا نظر آئے۔ دوستی اور دشمنی نظریہ کی بنیاد پر ہو، وہی نظریہ جو پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کا باعث بنا تھا۔ اگر وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن کی عظمت اور تاثیر

سُورۃُ القَدر کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 30 دسمبر 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

آج ان شاء اللہ ہم سورۃ القدر کا مطالعہ کریں گے۔ یہ سورت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اگر یہ سورت یاد نہیں ہوگی تو کم از کم اس کا تھوڑا بہت تعارف ضرور ہوگا۔ ماہ رمضان میں اس سورت کو خاص طور پر پڑھا اور سنا جاتا ہے کیونکہ یہ سورت لیلۃ القدر کے حوالے سے ہے۔ قدر کے معنی value کے ہیں اور لیلۃ القدر سے مراد انتہائی قدر و قیمت والی رات ہے۔ عظمت قرآن کے حوالے سے یہ دراصل قرآن کا ایک نہایت اہم مقام ہے۔ جس میں قرآن کی عظمت کو ایک تمثیل کے ذریعے بیان کیا جا رہا ہے کہ جس رات میں قرآن نازل ہوا اس کی قدر و منزلت میں اتنا اضافہ ہوگیا تو اس قرآن کی عظمتوں کا کیا عالم ہوگا جس کی وجہ سے لیلۃ القدر کو اتنی فضیلت اور برکت حاصل ہوگئی۔

﴿اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۱﴾ ”یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔“

اس سے پچھلی سورت (العلق) میں ہم سب سے پہلی وحی کے ذریعے نازل ہونے والی آیات کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۱ ... الخ﴾ ”پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔“ چنانچہ سورۃ العلق کے فوراً بعد اب سورۃ القدر میں دراصل قرآن کا تعارف کرایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن اصل میں ہے کیا؟ اس کی کتنی عظمت اور اہمیت ہے؟ چونکہ انسانی ذہن زمان و مکان کی حدود کے اندر مقید ہے۔ جیسے اقبال نے کہا:

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں، نہ مکاں! لا الٰہ الا اللہ

انسانی ذہن محدود ہے اور رب کائنات کی صفات لامحدود ہیں۔ یہ قرآن اس کا کلام ہے۔ اگرچہ جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوا مگر کلام تو اسی شہنشاہِ ارض و سمٰوٰت کا ہے۔ اس کی قدر و قیمت، اس کی حقیقی عظمتوں کا صحیح اندازہ ہم نہیں لگا سکتے۔ عظمت قرآن کے حوالے سے ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ ”اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔“ ﴿وَتِلۡكَ

مرتب: ابو ابراھیم

الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۲۱﴾ (الحشر) ”اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔“

عظمت قرآن کا پورا ادراک تو انسان کے لیے ممکن ہی نہیں لہٰذا قرآن میں ایسی تمثیلیں بیان کی گئی ہیں تاکہ انسان حقیقت کے کچھ نہ کچھ قریب پہنچ جائے۔ چنانچہ سورۃ القدر میں بھی عظمت قرآن کے موضوع کو اسی زاویے سے سمجھایا جا رہا ہے۔

﴿اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۱﴾ ”یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔“

قرآن کی عظمت کا کچھ نہ کچھ اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا، نزول قرآن کی وجہ سے اس پوری شب کی عظمتوں میں کس قدر اضافہ ہوگیا۔

﴿وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۲﴾ ”اور تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے!“

قرآن مجید میں یہ اسلوب اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب کسی شے کی غیر معمولی اہمیت کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جیسے ﴿اَلۡقَارِعَةُ ۱﴾ ”وہ کھٹکھٹانے والی۔“ ﴿مَا الۡقَارِعَةُ ۲﴾ (القارعۃ) ”کیا ہے وہ کھٹکھٹانے والی!“ یہ سوالیہ انداز خاص طور پر کسی اہم چیز کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اختیار ہوتا ہے۔

﴿لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۳﴾ ”لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

ہمارا محدود ذہن جس انداز میں سمجھنے کا عادی ہے اسی انداز میں یہاں سمجھایا جا رہا ہے۔ عربی زبان میں الف کا لفظ لامحدود اعداد و شمار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ الف (ایک ہزار) سے آگے کے لیے الگ سے کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ گویا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت لامحدود ہے۔ تاہم اگر ہم الف کے حقیقی پہلو سے بھی جانچنے اور تولنے لگیں تو ایک ہزار مہینے کے تقریباً 83.3 سال بنتے ہیں۔ یعنی اس ایک رات میں کی گئی عبادت کی فضیلت اللہ کی نگاہ میں 83.3 سال سے بھی زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار ہمارے محدود ذہن کو سمجھانے کے لیے ہیں ورنہ حقیقت میں لیلۃ القدر کی فضیلت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ الف عربی میں لامحدود کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس رات کی اس قدر زیادہ اہمیت و فضیلت صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان مقدس لمحات میں قرآن کا نزول ہوا ہے۔

﴿تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۴﴾ ”(اس رات میں) اُترتے ہیں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔“

یہاں روح سے مراد جبرائیلؑ امین ہیں۔نزول قرآن کے ساتھ ساتھ اس رات کی اہمیت اور قدر و قیمت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں فرشتے جبرائیلؑ کے ہمراہ دنیا میں اترتے ہیں اور اہل زمین کے متعلق سال بھر کے تمام فیصلے یہاں پر مامور فرشتوں کو سونپ دیے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی قدر کا لفظ اس سورت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے کیونکہ اس میں سال بھر کے اہم فیصلے کیے جاتے ہیں گویا زمین پر رہنے والوں کی تقدیر معین کی جاتی ہے۔

مفسرین نے ایک اصول یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں اہم مضمون repeat ہوتا ہے۔چنانچہ سورۃ القدر کا مضمون سورۃ الدخان کے آغاز میں بھی بیان ہوا ہے۔

﴿حٰمٓ ① وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ② اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ③ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ④﴾ ’’ح‘م۔قسم ہے اس روشن کتاب کی۔یقیناً ہم نے اس کو نازل کیا ہے ایک مبارک رات میں، یقیناً ہم خبردار کر دینے والے ہیں۔اس رات میں تمام پُرحکمت امور کے فیصلے صادر کیے جاتے ہیں۔‘‘

اس حوالے سے ہمارے ہاں ایک بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں سورۃ الدخان کی یہ آیات 15 شعبان کے بارے میں ہیں۔جبکہ حقیقت میں یہ لیلۃ القدر کے حوالے سے ہیں کیونکہ ان آیات میں بھی نزول قرآن کا ذکر ہے اور سورۃ البقرہ میں واضح طور پر ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن ماہ رمضان کی ایک مبارک رات میں نازل ہوا۔ ﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ (185) ’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا‘‘

اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔مفسرین نے نزول قرآن کے حوالے سے یہاں دو رائے قائم کی ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ پورا قرآن لوح محفوظ سے اس شب حاملین وحی فرشتوں کو منتقل کر دیا گیا اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس شب آنحضور ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا۔لیکن آپ ﷺ پر پورا قرآن یکدم نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے اور وقت اور حالات کی مناسبت سے نازل ہوا ہے۔یہاں تک کہ اس کے نزول کی تکمیل 23 برسوں میں ہوئی۔

سورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿کَذٰلِکَ ج لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ﴾ ’’اس طرح (اس لیے نازل کیا گیا ہے) تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپؐ کا دل مضبوط کریں‘‘ ﴿وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا ㉜﴾ ’’اور (اسی لیے) ہم نے اسے تدریج و اہتمام کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔‘‘

سورۃ الدخان میں آگے فرمایا: ﴿اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ط اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ⑤﴾ ’’طے شدہ احکام ہماری طرف سے۔یقیناً ہم ہی ہیں (رسولوں کو) بھیجنے والے۔‘‘

یعنی اگلے سال کے لیے تمام امور کے فیصلے کر کے تعمیل و تنفیذ کی غرض سے فرشتوں کی تحویل میں دے دیے جاتے ہیں کہ اس سال میں ان فیصلوں کا فلاں فلاں وقت میں نفاذ کرنا ہے۔

﴿سَلٰمٌ قف﴾ ’’سراسر سلامتی ہے۔‘‘

اس سلامتی کے بہت سے پہلو ہیں۔مثلاً اس رات میں لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عبادت کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

﴿ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤﴾ ’’یہ (رات) رہتی ہے طلوع فجر تک۔‘‘

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بڑی خوبصورتی سے لکھا ہے کہ ’’وہ رات امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے۔اس میں اللہ والے عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں‘‘۔اس لیول کے

پریس ریلیز 6 جنوری 2017ء

میانمار میں مسلمانوں کی نسل کُشی پر دنیا کی خاموشی باعثِ تشویش ہے

ستاون اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک میں حقیقی اسلامی نظام رائج نہیں ہے

قرآن پاک میں اللہ نے ان سے واضح الفاظ میں وعدہ کیا ہے کہ اگر مومن صادق بنو گے تو تم ہی غالب رہو گے

حافظ عاکف سعید

میانمار میں مسلمانوں کی نسل کُشی پر دنیا کی خاموشی باعثِ تشویش ہے۔اور شرمناک ہے۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔انہوں نے کہا کہ میانمار میں فوج سمیت دوسرے قانون نافذ کرنے والے ادارے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے اور انہیں بچانے کی بجائے خود بھی انہیں دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔انہوں نے عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے سوال کیا کہ دنیا اِس لیے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے کہ یہ ظلم و ستم مسلمانوں پر ڈھایا جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ آج مسلمان ہونا دنیا بھر میں جرم بن گیا ہے۔تکلیف دہ بات یہ ہے کہ خود مسلمان ممالک میں بھی صورت حال مختلف نہیں ہے۔مسلمان حکمران امریکی حکم کو وحی کا درجہ دیتے ہوئے اس کے آگے سر جھکا دیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ستاون اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک میں حقیقی اسلامی نظام رائج نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ صرف میانمار میں ہی نہیں شام، عراق، افغانستان اور لیبیا میں بھی مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔عالمی میڈیا ہی نہیں خود مسلمان ممالک کا میڈیا مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے گھبراتا ہے جبکہ دوسری چھوٹی چھوٹی باتوں اور راہ جاتی خبروں پر یہ میڈیا آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے۔انہوں نے کہا کہ مسلمان دین سے بے وفائی بلکہ بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں لہٰذا نتائج بھگت رہے ہیں حالانکہ قرآن پاک میں اللہ نے ان سے واضح الفاظ میں وعدہ کیا ہے کہ اگر مومن صادق بنو گے تو تم ہی غالب رہو گے۔آج بھی اگر ہم تائب ہو جائیں اور رجوع کر لیں تو حالات پلٹ سکتے ہیں لیکن انفرادی اور اجتماعی طور پر مومن بننا شرطِ لازم ہے۔(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

لوگ بھی بہر حال موجود ہوتے ہیں جن کو یہ محسوس ہوتا ہے اوران کے دلوں پر نزولِ رحمت وبرکت کا باقاعدہ اثر ہوتا ہے جو روح اور ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے اور یہ سلسلہ فجر تک جاری رہتا ہے۔

عظمت قرآن:

یہ رات اتنی بابرکت اور اتنی قدر ومنزلت کی حامل صرف اسی وجہ سے ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔ اصل اہمیت اور عظمت قرآن کی ہے۔ کسی زمانے میں ایک خیالی تصور عام تھا کہ ''پارس کے پتھر'' کی یہ تاثیر ہے کہ وہ جس دھات کو بھی مس کر جائے اس کو سونا بنا دیتا ہے''۔ حالانکہ یہ خیالی اور من گھڑت تصور تھا۔ جبکہ قرآن حقیقت میں وہ شے ہے جس کا تعلق اِس سے جڑ جائے اس کا مقام اور مرتبہ بہت اونچا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس رات میں یہ نازل ہوا وہ رات ایک ہزار مہینوں سے افضل قرار پائی، جس ماہ میں یہ نازل ہوا وہ ماہ سب سے زیادہ محترم اور بابرکت مہینہ بن گیا یعنی ماہ رمضان۔ اسی طرح جمعہ کے دن کو ہفتے کے باقی دنوں پر فضیلت حاصل ہے تو کس لیے؟ نماز تو روزانہ پانچ وقت کی پڑھی جاتی ہے لیکن جمعہ کے دن کی اضافی شے خطاب جمعہ ہے اور خطبہ جمعہ میں آنحضور ﷺ کیا کرتے تھے؟ اس کے متعلق احادیث میں الفاظ آئے ((یقراء القرآن ویذکر الناس)) یعنی آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو پاک کرتے تھے۔ تو گویا خطبہ جمعہ اصل میں قرآن مجید کی تعلیمات کو پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ ہفتے میں ایک دن لوگوں کو قرآن کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ اس لیے جمعہ کا دن ہفتے کے تمام دنوں سے افضل قرار پایا۔

انسانوں میں سب سے افضل کون ہے؟ ((خیر کم من تعلم القرآن وعلمه)) ''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور پھر اس علم کو عام کرے''۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ قرآن جس سے مس کر گیا وہ سب سے بہتر ہو گیا۔ یہ ہے اصل پارس کا پتھر۔ پارس کا وہ پتھر تو محض ایک خیالی وہمہ تھا لیکن قرآن حقیقت میں وہ تاثیر رکھتا ہے جو کسی بھی انسان اور کسی بھی قوم کو زوال اور پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر تہذیب واخلاق کی بلندیوں پر پہنچا دے اور اس کا مقام ومرتبہ اتنا اونچا ہو جائے کہ انسانوں کے لیے ایک مثال بن جائے۔ لہٰذا اصل عظمت قرآن کی ہے۔ جو اس عظیم نعمت کی عظمت پر غور وفکر نہیں کرتے ان کو سورۃ الواقعہ میں یوں جھنجوڑا گیا ہے:

''پس نہیں! قسم ہے مجھے ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اور یقیناً یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تم جانو! یقیناً یہ بہت عزت والا قرآن ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں۔ اسے چھو نہیں سکتے مگر وہی جو بالکل پاک ہیں۔ اس کا اُتارا جانا ہے ربّ العالمین کی جانب سے۔ تو کیا تم لوگ اس کتاب کے بارے میں مداہنت کر رہے ہو؟ اور تم نے اپنا نصیب یہ ٹھہرا لیا ہے کہ تم اس کو جھٹلا رہے ہو!''

یعنی لاپروائی کا معاملہ کر رہے ہو، تمہارے پاس وقت نہیں ہے اس کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے، اس کو ہدایت کی نیت سے پڑھنے کی تم ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ اس دنیا میں، زمین اور آسمان کے نیچے سب سے بڑی نعمت ہے اور تم اس کی اس طرح سے بے قدری کر رہے ہو؟ یعنی زبان سے تو کہتے ہو کہ ہم اس کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں لیکن تمہارا عمل بتا رہا ہے کہ تم نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ اتنی عظیم نعمت ہے جس کا انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ سورۂ یونس میں فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ ''اے لوگو! آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور تمہارے سینوں (کے اَمراض) کی شفا''۔ یہ بہترین وعظ بھی ہے جس کے ذریعے سخت سے سخت دل موم ہو جاتے ہیں اور یہ دلوں کے روگ کے لیے شفاء اور باطنی امراض جیسے دنیا اور مال کی محبت، طمع اور لالچ، خود غرضی، حسد، بغض اور حیوانی جذبات کا علاج بھی ہے۔ قرآن کو سمجھ کر جتنا زیادہ تم پڑھو گے اتنی ہی صفائی ہوتی چلی جائے گی۔ ﴿وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ''اور اہل ایمان کے لیے ہدایت اور (بہت بڑی) رحمت''۔ یہی وہ ہدایت بھی ہے جس کی تمہیں سب سے زیادہ ضرورت ہے اور جس کے لیے نماز کی ہر رکعت میں تم دعا کرتے ہو۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ ''(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی''۔ ہم سب کو اس سیدھی راہ کی ضرورت ہے جو ہمیں بالآخر اصل کامیابی یعنی جنت تک پہنچا دے۔ دنیا میں تو ہماری زندگی عارضی ہے، زیادہ سے زیادہ کتنا جی لیں گے۔ اگر سو سال بھی جی لیں تو پیچھے مڑ کر دیکھیں تو سوچیں گے کہ یہ تو کل کی بات ہے اور ابھی میرے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ اس کے بعد اس دنیا سے جانا ہی ہے اور اصل زندگی وہ ہے جو دائمی ہے۔ لیکن اس دائمی زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار دنیا کی اس زندگی پر ہے جو کہ مسلسل امتحان ہے۔ اس امتحان میں کامیابی کے لیے جس ہدایت کی ضرورت ہے وہ قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی صورت میں کامل ہدایت بھی دے دی اور آنحضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کی صورت میں اس ہدایت کی عملی تفسیر بھی فراہم کر دی۔ اب یہ قرآن ان لوگوں کے لیے سراسر رحمت ہے جنہیں یہ یقین ہو گا کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے نازل ہوا ہے۔ پھر یہی قرآن ان لوگوں کی آخرت میں سفارش بھی کرے گا جو اس کو سمجھ کر پڑھیں گے اور پھر اس کے حقوق ادا کریں گے۔ ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ﴾ ''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے''۔ دنیا میں چھوٹی چھوٹی نعمتیں جو ہمیں ملتی ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا فضل ہوا ہے یا اللہ کی رحمت ہوئی ہے حالانکہ حقیقی معنوں میں اللہ کی رحمت اور فضل دونوں کا حاصل یہ قرآن ہے۔ یعنی قرآن سب سے بڑی اور عظیم نعمت ہے۔ جس کی برکات کا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

﴿فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ ''تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں منائیں!''

غزوہ بدر میں مسلمانوں کو اتنی عظیم کامیابی حاصل ہوئی کہ ایک طرف صرف 313 نہتے مسلمان تھے جن کے پاس صرف دو گھوڑے اور 8 تلواریں تھیں اور مقابلے میں ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر تمام تر کیل کانٹوں سے لیس تھا۔ اس کے باوجود اللہ نے انہیں عظیم فتح عطا فرمائی مگر اس موقع پر قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ اس فتح پر خوشیاں مناؤ بلکہ وہاں بھی مسلمانوں کو مزید نصیحتیں کی گئیں۔ یعنی قرآن میں کہیں بھی، کسی بھی موقع پر مسلمانوں کو خوشیاں منانے کا نہیں کہا گیا سوائے اس مقام کے کہ جس میں صرف اور صرف قرآن جیسی عظیم نعمت پر جشن منانے کا کہا گیا ہے۔ لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس سب سے بڑے تحفے کی اہمیت اور عظمت کا احساس ہی نہیں ہے اور اس کو یوں چھوڑ رکھا ہے جیسے اس کی کوئی قدر و قیمت ہی نہ ہو۔

﴿هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝﴾ ''وہ کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں''

بجائے اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کے، اس پیغام ہدایت کو سمجھنے اور پڑھنے کے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کے ہم دنیا کے دیگر مشاغل میں مصروف ہیں جن کا حاصل بالآخر کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ جبکہ دنیا کی زندگی کے لیے اصل نعمت یہ قرآن ہے جس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصل حقائق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

کوفت سے کیا فائدہ؟

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حلب پر مرثیہ خوانی زور و شور سے ہوئی......کہ مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ۔ وقتی طور پر جنگ بندی عمل میں آ گئی۔ سردی سے ٹھٹھرے، عفونت زدہ زخموں کے مارے، خوراک کی شدید کمی کا شکار بے آسرا مسلمان ادلب کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے۔ 2001ء کے بعد دنیا بھر کے مسلمان مہاجر ہو کر رہ گئے۔ یا اپنے ہی ملکوں میں مہاجر...... آئی ڈی پیز (IDPs) کی اصطلاح جو نہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی کے لیے ہے، نہ بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے، یہ دنیا بھر میں صرف مسلمانوں کے حصے آنے والا اعزاز ہے۔ لاکھوں کی آبادیاں ان کے آبائی علاقوں سے نکال کر خیموں یا عارضی ٹین کی پناہ گاہوں میں پھینکی گئیں۔ جو گرمی میں جہنم زار اور سردی میں برف زار بن جائیں۔ یہ مناظر مسلسل مسلم دنیا کے ہیں باری باری۔ افغانستان سے شروع ہونے والی یہ کہانی ملکوں ملکوں بار بار تخلیق ہوئی۔ تاہم یہ تمام مسلمان ممالک تھے!

فلسطین کا تو مقدر 1948ء سے یہ لکھا گیا تھا۔ پاکستان میں 9/11 کے بعد قبائلی علاقے نے (مسلسل بیس لاکھ سے زائد ایک ایک وقت میں) رہتے بستے آباد گھروں سے نکل کر سالہا سال خیمہ بستیوں کی سختی کاٹی۔ دنیا بھر میں نام نہاد دہشت گردی سے نمٹنے کو یہ علاج ہو رہا ہے! نہتی آبادیوں پر بیرل بم، فاسفورس، آتش گیر مادے، کیمیائی ہلے بولنے والے تو مسیحائی کر رہے ہیں۔ البتہ جو مارے جا رہے ہیں اندھا دھند ان کا نام انتہا پسند، دہشت گرد، جنونی، بنیاد پرست، امن دشمن رکھ دیا گیا ہے۔ دیرالزور (شام) میں سکول پر فضائی حملے سے بچے (جو بچ نکلے) سڑکوں پر وحشت زدہ روتے ہوئے بھاگ رہے ہیں۔ ان کے 10 ساتھی بچے شہید ہو چکے ہیں۔ مگر یہ حلب نہیں ہے۔ دنیا حلب کی جنگ بندی کا جشن منائے۔ دوسرے نشانے اپنی جگہ برقرار ہیں۔ ادلب بھی ہٹ لسٹ پر ہے......یعنی آگے چلیں گے دم لے کے۔ اسدی فوج میں۔ (جس میں شامی بہت کم ہیں) دنیا بھر سے ایران کے زیر اہتمام لڑنے والے دوبارہ صف بندی میں مصروف ہیں۔

دنیا کیا کر رہی ہے؟ بہت کچھ۔ فنڈ ریزنگ...... یعنی شامی جنگ زدہ بچوں کے غم میں کئی جگہ خصوصی ڈنر برائے چندہ ہو رہے ہیں۔ جس میں رنگا رنگ کھانے، اعلیٰ شراب، شہرت یافتہ ڈی جے...... ایک زبردست رات شامی بچوں کے نام! دنیا بھر کے سیاستدان، تجزیہ نگار، صحافی، این جی اوز، شہرت کے دلدادہ شام پر اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ لیے میڈیا پر دھیان بٹانے کو منڈلیاں جمائے، اظہار ہمدردی فرما رہے ہیں......کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ۔ کیا اس سے شام کا مقدر بدل جائے گا؟ نہیں! رتی بھر فرق نہیں پڑا نہ پڑے گا۔ امریکہ نے اسی طرح عراق اجاڑ کر ایران کے حوالے کر دیا۔ افغانستان میں، پاکستان کی تمام تر محنت، پشت پناہی امریکہ نیٹو فوجوں کو فراہم کرنے کے باوجود لوہے کے چنے چبانے پڑے۔ سخت جان افغانوں نے مزاحمت جاری رکھی۔ البتہ مشرق وسطیٰ پورا اجاڑ بجا ڈھیر کر رکھ دیا۔ اسرائیل نے غزہ میں 2008ء، 2009ء، 2012ء اور 2014ء میں نہتے فلسطینیوں پر جو قیامت برپا کی، وہی شام کے طول و عرض میں 2011ء سے تسلسل سے جاری ہے۔ یورپ امریکہ جس خطرے کا واویلا کر کے مسلم علاقے کھدیڑ رہے ہیں، صرف ان کی سکائی لائن (نظارۂ افق) کا موازنہ یورپ کے ممالک اور امریکہ کا شام، عراق، افغانستان، یمن سے کر کے دیکھ لیجیے۔ زندگی کی حرارت سے محروم کھنڈر بمقابلہ دمکتے روشن مغربی شہر!

دجال بارے احادیث، اس میں شام، خراسان کی پیشین گوئیوں سے مسلمان، حتیٰ کہ دینی جماعتیں بھی صرف نظر کر رہی بلکہ قصداً نگاہ بچا، دھیان بٹا رہی ہیں۔ جبکہ مغربی دجالیئے حرف بہ حرف بھرپور مذہبی جذبے کے ساتھ (ہم ہوئے سیکولر تو وہ سیکولر مذہبی، جنونی ہو گیا!) بلکہ احادیث کے تناظر میں جنگ کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ وہی علاقے اس کا ہدف ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ مثلاً خراسان (افغانستان تا دریائے اٹک) حلب، اعماق، دابق، غوطہ، القدس اور پورا شام (اصلاً لبنان، اردن، شام اور فلسطین)۔ یمن میں عدن ابین...... جہاں گھیر کر امریکی یمنی عالم، معروف مفکر جہاد انور اولاقی کو نشانہ امریکی ڈرون نے بنایا! روس اور ایران نے مسلمان مارنے کی تقسیم کار کے اس وقت کار فرما عالمی اصول کے مطابق شام کی جنگ میں حصہ ڈالا ہے۔ اسی روس کو امریکی ایماء پر اب ہم افغانستان میں سہ فریقی ورکنگ گروپ کے نام پر شریک کار کرنے کو ہیں! خون مسلم کی ارزانی پر روسی جہاز نے ایک تھپیڑا ضرور سہا ہے۔

جشن فتح حلب میں منایا نہ جا سکا۔ پاکستان میں پوری تاریخ کا پہلی مرتبہ ملک گیر سطح پر کرسمس منا کر اپنی اقلیتوں سے کم، البتہ ٹرمپ اور (کٹر قدامت پسند) عیسائی پیوٹن سے اظہار یک جہتی زیادہ ہوا۔ وزیر ریلوے نے کرسمس امن ٹرین کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا: امن ٹرین خواب کی تعبیر ہے۔ اقلیتوں کے بغیر پاکستانی پرچم بھی نامکمل ہے!۔ یہ شاعر مشرق کے خواب کی تعبیر تو بہرحال نہیں ہے، ڈالر زدہ خوابوں کی ہی تعبیر ہو گی۔ رہا پاکستانی پرچم (جس میں سفید رنگ اقلیتوں کی غمازی کرتا ہے) تو اس میں 96.28 فیصد مسلمانوں کی غمازی سرسبز و شاداب ہلالی پرچم سے ہوتی ہے۔ اللہ رحم کرے شام میں جس طرح بشار الاسد کی اقلیت نے مسلمانوں سے خون کی ہر رمق چھین لی......کہیں آپ بھی پورا پرچم سفید کرنے پر تو نہیں تلے بیٹھے......؟ پاکستان میں عیسائی 1.59 فیصد، ہندو 1.6 فیصد اور قادیانی 0.22 فیصد ہیں۔

یکا یک قادیانی اہم ذمہ داریوں پر (جو کوئی نئی بات نہیں ہے!) لائے جانے کی خبریں گرم ہیں۔ چکوال میں سر سرانے والا فتنہ جو مقامی آبادی میں قادیانیوں کی جانب سے جلوس (12 ربیع الاول) پر پتھراؤ اور فائرنگ سے 4 مسلمانوں کے زخمی اور ایک کی شہادت کی بنا پر کھڑا ہوا......تشویشناک ہے۔ پاکستان کو ایسے ٹکراؤ میں دھکیلنا اور مسائل کو اکثریت کے احساسات و جذبات سے صرف نظر کرتے ہوئے دبا دینا نیک شگون نہیں۔ پاکستان کی زمین (مٹھی بھر سیکولر کلاس اور امریکی ایجنڈوں پر چلتے ہوئے) راسخ العقیدہ، باعمل، صاحب کردار و صاحب علم مسلمانوں پر تنگ کرنا خدانخواستہ آتش فشاں بن کر پھٹ

سکتا ہے۔اس سے غافل مت رہیے۔ پاکستان کی دینی حساسیت پر ایک منفرد تاریخ ہے۔ یہ وہ قوم ہے جو 5 وقت نماز تو پابندی سے نہ پڑھے گی لیکن ختم نبوت ﷺ، شان رسالت ﷺ، اسلام سے محبت پر شہید ہو جانے، مر مٹ جانے کو آج بھی باعث افتخار و اعزاز سمجھتی ہے! اپنی بے عملی کا کفارہ ادا کرنے پر حریص رہتی ہے۔ سو حکام بالا غلط فہمی میں رہ کر خطا نہ کھائیں! اُدھر ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر بھی سلگتی شرم ساری رنگ لا سکتی ہے۔ امریکی وکیل ہمارے وزیر داخلہ (عافیہ کے معنوی، سرکاری باپ / بڑے بھائی) سے ان کی رہائی اور وطن واپس کے لیے مدد کی درخواست کر رہا ہے! عافیہ کی صحت مسلسل گر رہی ہے۔ ابن قاسمؒ کی سرزمین بانجھ ہوگئی!

ہم اقلیتوں سے محبت کے بخار میں مبتلا کرسمس کے کیک پر کیک کاٹ رہے تھے۔ کرسمس ٹری ملک بھر میں سجے ہوئے تھے۔ ادھر اسرائیل میں یہودی علماء فقہاء نے کرسمس ٹری کے خلاف فتویٰ جاری کر کے بڑے بڑے ہوٹلوں کو (عیسائی سیاحوں والے) مصیبت ڈال رکھی تھی۔ انہوں نے دوٹوک کرسمس ٹری کو شرکیہ اور کفریہ علامت قرار دیتے ہوئے کرسمس اور نئے سال منانے پر پابندی کا فتویٰ صادر کیا کہ یہودی مذہبی قوانین اس کی اجازت نہیں دیتے۔ یہودی پروفیسر نے کہا کہ کرسمس ٹری اسے مضطرب کر رہا ہے۔ وہ یا اسے اپنے گھر میں لگائیں یا یورپ چلے جائیں۔ 2013ء میں اسرائیلی پارلیمنٹ میں ایک عیسائی ممبر نے جب کرسمس ٹری لگانے کی درخواست کی تو اسے ٹکا سا جواب ملا...... کہ یہ ریاست کے یہودی تشخص کو مجروح کر دے گا۔ نیز یہ بھی کہ اس کا تعلق عبادت یا مذہبی آزادی سے نہیں ہے۔ یہ دنیا کی واحد یہودی ریاست ہے۔ اس کی حیثیت دنیا بھر میں روشنی کے مینار کی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ آنکھیں بند کر کے ہر تصور قبول کر لیا جائے۔ اگرچہ یہ تنبیہہ رسالت مآب ﷺ نے ہمیں کی تھی: ''جو شخص کسی دوسری قوم سے مشابہت کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔'' (مسند احمد) مسئلہ تشبہ اسلامی تہذیب کا بنیادی عنصر ہے۔ ابن تیمیہؒ نے فرمایا: چونکہ یہ حدیث صحیح ہے لہٰذا تشبہ بالکفار حرام ہے۔ ایک نظریاتی مملکت پاکستان...... اسلام اور کلمہ طیبہ (پاک کلمہ!) کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ دوسری اسرائیل 1948ء میں غاصبانہ قبضے کے نتیجے میں بنی......! ان کی آزادی بھی دیکھ، اپنی گرفتاری بھی دیکھ! ہم نے غلامانہ سرشت سے مصرع اقبال کا کیا بنا دیا!

چلیے زیادہ غم کیا کھانا۔ یہ دیکھیں کہ حکومت جیتے جی اگر ہمارے دل جلا رہی ہے تو بعد از موت ہمارے کیسے اچھے انتظام کر رہی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں دودھ بارے تفتیش سے انکشاف ہوا ہے کہ نامی گرامی کمپنی دودھ میں مردے محفوظ کرنے والا کیمیائی عنصر فارمولین ڈال رہی ہے۔ یہ ہمارے بعد از مرگ تحفظ پر کمربستہ ہے۔ اتنا ترقی یافتہ دودھ تو امریکہ یورپ والوں کو نصیب نہیں ہوتا کہ ان کا مردہ تک محفوظ رہے! سودا دیجیے اپنی بہی خواہ سرکار کی!

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کر کلرکی کھا ڈبل روٹی خوشی سے پھول جا

ڈبل روٹی کھا کر دودھ پینا نہ بھولیے گا! مستقبل کے تحفظ کی خاطر!

☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد'' میں
20 تا 22 جنوری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 022-2106187 0333-2717617

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی،
عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سر صاحب زادہ پبلک سکول،
پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں
27 تا 29 جنوری 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

برائے رابطہ: 091-2262902 ، 0345-9183623

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 5

25	حل نشد ایں معنیٔ مشکل مرا	شاہیں از افلاک بگریزد چرا
	مجھ سے یہ مشکل بات حل نہیں ہوسکی کہ	شاہین افلاک سے گریز کیوں کرتا ہے
26	وائے آں شاہیں کہ شاہینی نکرد	مرغکے از چنگ او نامد بدرد
	اس شاہین پر افسوس ہے جس نے قوت کا اظہار نہیں کیا	کوئی پرندہ اس کے پنجوں میں درد سے نہیں تڑپا
27	در کنامے ماند زار و سرنگوں	پر نہ زد اندر فضاے نیلگوں
	وہ آشیانے میں افسردہ سر جھکائے بیٹھا رہے،	اس نے آسمانی فضا میں ذرا بھی پرواز نہیں کی
28	فقرِ قرآں احتسابِ ہست و بود	نے رُباب و مستی و رقص و سُرود
	قرآن کا فقر کائنات کا احتساب ہے اور تھا	نہ کہ ساز و آواز، مستی اور رقص اور گانا
29	فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات	بندہ از تاثیرِ اُو مولا صفات
	مومن کا فقر کیا ہے؟ کائنات کو مسخر کرنا،	اس کی تاثیر سے غلام میں آقا کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں
30	فقر کافر خلوتِ دَشت و در است	فقرِ مومن لرزۂ بحر و بر است!
	کافر کا فقر جنگل اور بیابان میں جاڈیرہ جمانا ہے	مومن کا فقر بحر و بر پر لرزہ طاری کردینا ہے

25۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ مسئلہ میرے لیے ایک سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے کہ جب مردِ فقیر بندۂ مومن ایک شاہین ہے اُسے فقر اختیار کرنا چاہیے آسمانوں میں بلند پرواز کرنی چاہیے اور حسب فطرت شکار کرنا چاہیے یہ کائنات بندۂ مومن کے لیے شکار ہے۔ شاہین شکار کرکے کھاتا کم ہے بلکہ اِس کی اصل شاہینی شکار کو پکڑنے اور قابو کرنے میں ہے۔ ؎

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

اس صورت میں آج کا مردِ مومن تسخیر کائنات سے گریزاں کیوں ہے؟

26۔ وہ شاہین کیسا شاہین ہے جو شاہینی نہیں کرتا اور اپنی فطری خداداد صلاحیتوں کا اظہار نہیں کرتا اب مسلمانوں کو غلامی کے باوجود اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور باطل سے ٹکرا جانا چاہیے جدوجہد اس کی فطرت ہے کیا وجہ ہے کہ کوئی شکار اس شاہین کے پنجے میں آ کر درد سے تڑپتا نظر نہیں آتا۔

27۔ وہ اپنے منبر و محراب، حجرہ و خانقاہ میں سرنگوں افسردہ بیٹھا ہے کہ جبکہ زمانہ منتظر ہے کہ کوئی 'مسیحا و مہدی' آئے اور دنیا کو ابلیسی صہیونی نظام سے نجات دلائے۔ بندۂ مومن ___ یہ مردِ فقیر اُٹھ کر چہار دانگ عالم میں پر پھیلا کر پرواز کیوں نہیں کرتا۔

28۔ قرآن مجید کی تربیت سے جو انسان تیار ہوتے ہیں وہ دنیاوی لذات سے کنارہ کش رہ کر پوری کائنات کا احتساب کرتے ہیں اور ہر سطح پر معاملات کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت کے تحت لے آتے ہیں۔ 'ایمان' کا مظہر یہ نہیں ہے کہ انسان مسلمانوں کا پیشوا ہو۔ اور ساتھ مزامیر اور وجد ہو۔ اور جہاد سے گریز ہو۔ ایمان کی زندگی کے نمایاں اوصاف یہ نہیں ہوسکتے۔

29۔ مسلمان خلوص و اخلاص سے بندۂ مومن بن جائے اور فقر اختیار کرے تو 'تسخیر جہات' اور تسخیر کائنات اس کا حاصل ہے۔ فقر اور درویشی وہ قوت ہے کہ جس سے بندۂ مومن میں ایسی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی 'شانِ غنا' اور اسباب سے بے توجہی کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں جیسے روزہ رکھنے سے انسان کی روح بیدار ہوتی ہے کہ انسان ایک معین وقت کے لیے کھانا پینا اور نفسیاتی تقاضوں سے اجتناب کرتا ہے یہ ملکوتی شان ہے اور یہ کیفیت انسان کو فرشتوں اور اپنے ربّ کے قریب کردیتی ہے۔

30۔ آسمانی ہدایت فراموش کردینے والی قومیں یا خود ساختہ افکار میں مست فلاسفہ کے لیے فقر ___ جنگلوں اور بیابانوں کی خلوت گزینی ہے جبکہ بندۂ مومن کا فقر آپ ﷺ آپ کے صحابہ کرام ؓ کی طرح تسخیر کائنات ہے اور دنیا کے نظام کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت کے تابع کردینے کی جدوجہد کا نام ہے اور ابلیسی و صہیونی عالمی غالب استعماری قوتوں کے لیے ہر دور میں یہ جذبہ موت کا پیغام ہے یہ صدا قرونِ اولیٰ میں بھی اہل باطل پر لرزہ طاری کردینے والی تھی اور آج بھی ہم مسلمان دینی تقاضوں کو سمجھیں اور 'فقر' کو اختیار کریں تو یہ فقر محمدی ﷺ آج بھی وقت کے فرعونوں پر لرزہ طاری کرنے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل اور دُنیاوی لذتوں اور چٹخاروں سے کنارہ کشی انسان کے اندر ایسی ملکوتی شان اور کردار پیدا کردیتی ہیں جس کا مقابلہ اسلحہ اور قوت سے نہیں کیا جاسکتا۔

آصف علی زرداری کا پارلیمنٹ میں آنے کا اعلان اپنے دورِ صدارت کے "کارناموں" کے خلاف قانونی تحفظ حاصل کرنے کی کوشش ہے: ایوب بیگ مرزا

پلی بارگین کا مطلب ہے کہ آپ ملک میں لوٹ مار کریں، ایک حصہ واپس کریں اور دوبارہ نوکری پر آجائیں تاکہ جو واپس کیا ہے اس سے دگنا نکال لیں: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

پلی بارگین کے تحت بازیاب کی جانے والی رقوم میں نیب کے عملے کا بھی حصہ ہوتا ہے: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

میاں صاحب کی کوشش ہے کہ آئندہ بھی پیپلز پارٹی اپوزیشن کے بنچوں پر ہو تاکہ پی ٹی آئی کی سیاست کو پیچھے دھکیلا جاسکے: رضوان الرحمٰن رضی

عوام سڑکوں پر جاتے ہوئے قانون توڑ دیں تو فوراً جرمانہ وصول کر لیا جاتا ہے لیکن بڑے لوگ جتنے بڑے جرم کر لیں ان کی پکڑ نہیں ہوتی: شجاع الدین شیخ

مفاہمت کی سیاست اور پلی بارگین کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: آصف علی زرداری اور بلاول بھٹو نے پارلیمانی سیاست میں انٹری کا اعلان کیا ہے۔ آپ ان کے اس اعلان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: آصف زرداری ڈیڑھ سالہ خودساختہ جلاوطنی کے بعد ملک میں تشریف لائے ہیں جس کی وجہ ان کی ایک متنازعہ تقریر بنی تھی جس میں انہوں نے فوج کو للکارتے ہوئے کہا تھا کہ ہم اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس کے بعد ان کے بارے میں یہی کہا جارہا تھا کہ وہ اینٹیں لینے باہر گئے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انہیں ابھی تک اینٹیں نہیں ملیں۔ ان کی آمد پر ایک تاثر تو یہ تھا کہ وہ بھی حکومت کے خلاف بلاول بھٹو کی طرح انتہائی جارحانہ رویہ اپنائیں گے مگر بے نظیر کی برسی کے موقع پر ان کی تقریر میں واضح فرق نظر آیا۔ بلاول بھٹو نے اگرچہ حکومت اور نواز شریف کے خلاف انتہائی سخت الفاظ استعمال کیے لیکن ان کے غبارے سے زرداری نے ہوا نکال دی۔ یعنی زرداری نے جو سخت باتیں کیں ان سے بھی صاف نظر آرہا تھا کہ وہ حکومت اور نواز شریف لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح نواز شریف نے بھی ان کو بڑے اچھے انداز سے خیر مقدم کیا ہے اور بلاول کے سخت رویے کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ زرداری اپنی پارٹی کو اپنے ہاتھوں میں لیں۔ ایک تاثر یہ بھی تھا کہ زرداری کی مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے پیپلز پارٹی کو پنجاب میں بہت زیادہ سیاسی نقصان ہوا ہے۔ وہ تاثر اب بھی موجود ہے۔ آپ کو صاف نظر آئے گا کہ پیپلز پارٹی سندھ کے لیڈروں کی قیادت زرداری کر رہے ہیں اور پی پی پی پنجاب کی قیادت بلاول کر رہا ہے۔ لہٰذا جو فرق ڈیڑھ سال پہلے دونوں باپ بیٹے میں تھا وہ ابھی تک قائم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زرداری اقتدار میں رہ چکا ہے اور وہ کرپشن میں ملوث رہا ہے جبکہ بلاول کو نہ ابھی اقتدار ملا ہے اور نہ کرپشن کا موقع ہاتھ آیا ہے۔ لہٰذا بلاول کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی جبکہ زرداری کے خلاف قانونی کارروائی کے بہت سے راستے ہیں۔ تو یہ اپنی ذات

مرتب: محمد رفیق چودھری

کو بچانے کا مسئلہ بھی ہے۔ خاص طور پر زرداری نے پارلیمنٹ میں آنے کا جو اعلان کیا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ اسمبلی ممبر کو کچھ نہ کچھ قانونی تحفظ مل جاتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بلاول اندھا دھند حکومت کے خلاف میدان میں کود رہا ہے جبکہ زرداری اس کی لگامیں کھینچ رہے ہیں۔

سوال: پیپلز پارٹی نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر فعال کردار ادا کرنے کا جو عندیہ دیا ہے آپ کے خیال میں اس سے حکومت کو کتنا خطرہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں اگر صحیح جمہوریت ہو تو اس میں حزبِ اختلاف کی جماعت حقیقی معنوں میں اپوزیشن کا رول ادا کرتے ہوئے حکومت کی غلط پالیسیوں پر کھل کر تنقید کرتی ہے۔ لیکن پاکستان میں ایسا نہیں ہے۔ یہاں پیپلز پارٹی اپوزیشن میں ہے لیکن اس کے لیڈروں اور حتیٰ کہ اپوزیشن لیڈر کے بیانات سے بھی یہی لگتا ہے کہ اپوزیشن اور حکومت میں مفاہمت کی پالیسی چل رہی ہے۔ بظاہر تو لگ یہی رہا ہے کہ آصف علی زرداری اور بلاول بھٹو صحیح جمہوری رول ادا کرنے جارہے ہیں لیکن دراصل پیپلز پارٹی 2018ء کے الیکشن کی تیاریوں کے سلسلے میں اپنے آپ کو ٹیسٹ کر رہی ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اندرونِ سندھ میں کہاں کھڑی ہے جبکہ باقی صوبوں میں تو پیپلز پارٹی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن سندھ میں بھی اس کی پوزیشن اتنی مضبوط نہیں ہے۔ چنانچہ ن لیگ کو بظاہر پیپلز پارٹی سے کوئی خطرہ نظر نہیں آتا کیونکہ پہلے بھی مفاہمت کی سیاست تھی اب بھی وہی چلے گی۔

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں بلاول بھٹو کی نسبت آصف زرداری کا موقف زیادہ حقیقت پسندانہ ہے۔ اس لیے کہ سندھ کے علاوہ باقی صوبوں میں پی پی پی بہت کمزور ہے۔ لہٰذا بلاول اگر سندھ میں تحریک چلائے گا تو کیا اپنی حکومت کے خلاف چلائے گا؟ دوسری بات یہ ہے کہ زرداری اور بلاول نے اسمبلی میں آنے کا اگر اعلان کیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنے اسمبلی ممبران کو کہیں گے کہ تم استعفیٰ دو تاکہ ہم اسمبلی میں آئیں۔ لہٰذا یہ کونسی جمہوریت ہے؟

سوال: اگر پیپلز پارٹی پارلیمنٹ میں اپنا فعال کردار ادا کرتی ہے تو کیا عمران خان کو بھی پارلیمنٹ میں آنا پڑے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اگرچہ آصف علی زرداری نے ہی ایک بار اپنے قول کے بارے میں یہ بھی کہا تھا کہ سیاسی وعدہ کوئی قرآن و حدیث نہیں ہوتا لیکن کم از کم اس وقت نواز حکومت کی ظاہری مخالفت کرنا ان کی ضرورت ہے اور زرداری نے شروع میں نواز شریف کو کہہ دیا تھا کہ چار سال میں آپ کو فری دے رہا ہوں البتہ آخری ایک سال میں سیاست ہوگی۔ لہٰذا وہ اب اسی لیے آئے ہیں کہ حکومت کو ٹف ٹائم دیا جائے مگر وہ بہت سے معاملات میں اتنے بدنام

ہو چکے ہیں کہ حکومت کو زیادہ ٹف ٹائم نہیں دے سکتے البتہ پارلیمنٹ میں ہنگامے زیادہ ہو جائیں گے اور وہاں حکومت کو کچھ مشکلات کا سامنا ضرور ہو گا۔ مثلاً حکومت کوئی آئینی ترمیم کا بل پاس نہیں کرا سکے گی کیونکہ پیپلز پارٹی اگر اس بل کی مخالفت نہیں کرے گی تو آصف زرداری اور نواز شریف کی مک مکا سامنے آنے کا خدشہ ہو گا۔

سوال: کیا پیپلز پارٹی آنے والے دنوں میں اپوزیشن کا فعال رول ادا کرتی نظر آتی ہے؟ اور اگر بلاول بھٹو کو اپوزیشن لیڈر بنایا جائے تو آپ کے خیال میں وہ کیسے اپوزیشن لیڈر ثابت ہوں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی: میاں صاحب زیادہ تر دوسروں کی خامیوں پر سیاست کرتے ہیں اور اس طرح کی سیاست کے لیے پیپلز پارٹی کا اپوزیشن میں ہونا ہی وارہ کھاتا ہے۔ کیونکہ اہل پاکستان خصوصاً پنجاب کے عوام کے لیے اب تک پیپلز پارٹی کی حکومت کا تجربہ کوئی زیادہ اچھا نہیں رہا لہٰذا نواز شریف کی سیاست اسی نقطے کے گرد گھومتی ہے کہ اگر مجھے ووٹ نہ دیئے تو پیپلز پارٹی اقتدار میں آجائے گی۔ جبکہ تحریک انصاف نے پچھلے تین ساڑھے تین سال میں ثابت کیا ہے کہ وہ اصل اور بڑی اپوزیشن ہے۔ لہٰذا میاں صاحب کی کوشش ہے کہ آئندہ بھی پیپلز پارٹی اپوزیشن میں ہو۔

چنانچہ اس کوشش کے تحت ایک مرحلہ ہو گا جس میں پیپلز پارٹی کو اپوزیشن کے بنچوں پر دوبارہ لایا جائے گا تا کہ پی ٹی آئی کی سیاست کو پیچھے دھکیلا جا سکے کیونکہ پی ٹی آئی بنیادی طور پر مڈل کلاس کے اسی ووٹ بینک کو اپیل کرتی ہے جس پر انحصار کر کے پاکستان مسلم لیگ ن اب تک اپنی سیاست کرتی آرہی ہے۔ جہاں تک بلاول بھٹو کے بطور اپوزیشن لیڈر دیکھنے کا تعلق ہے تو میرا تاثر یہ ہے کہ اب تک انہوں نے جو لاہور اور کراچی کی دو لانچنگ کی ہیں ان سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ پیپلز پارٹی نے بڑے اہتمام کے ساتھ انہیں لاہور میں لانچ کیا اور وہ تقریباً روزانہ ہی مختلف لوگوں سے خطاب فرماتے رہے لیکن پاکستان کے سیاسی منظر نامے پر جو اثر پڑنا چاہیے تھا وہ نہیں پڑا۔ پھر آخر میں انہوں نے چار نکاتی ایجنڈا پیش کیا اور کہا کہ لگ پتا جائے گا۔ تو ہمیں بے نظیر کی برسی پر پتا لگ گیا کہ صرف میڈیا کی توجہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ جس میں البتہ وہ کامیاب رہے مگر اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوا۔ پیپلز پارٹی کو اپنی اوقات کا پتا ہے اور وہ اس وقت اپنے کارکنوں کو سڑکوں پر کی پوزیشن میں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی ایسا ارادہ ہے۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ اگر ایسا کریں گے تو پیپلز پارٹی کا رہا سہا بھرم بھی جاتا رہے گا۔

سوال: کیا پیپلز پارٹی کے اس شور شرابے کی وجہ سے پانامہ پیپرز کا معاملہ دھندلا سا نہیں گیا؟

رضوان الرحمان رضی: پانامہ پیپرز کا معاملہ اسی روز ہی دھندلا گیا تھا جس روز پاکستان تحریک انصاف کے وکلاء نے کہا تھا کہ ہمارے پاس تو ثبوت نہیں ہیں، ہم مسلم لیگ ن کی طرف سے پیش کیے گئے کاغذات میں موجود اختلافات کے اوپر reley کرتے ہوئے اس کیس کو بلڈ اپ کریں گے اور اس بنیاد پر حامد خان نے کیس سے withdraw کر لیا تھا۔ اگر حامد خان جیسے وکیل کو جو ایک مردہ کیس میں بھی جان ڈال دیتے ہیں اس کیس میں دلائل نظر نہیں آئے تو اس کا مطلب تھا کہ یہ کیس ایک لائبلیٹی تو ہے لیکن ایک winnable کیس نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا: رضوان صاحب نے پہلی بات

> ایک شخص ضیاء الحق کا پرسنل سٹاف افسر ہوتا ہے اور ہیروئن سمگلنگ کرنے پر آفیشل طیارے کے اندر پکڑا جاتا ہے لیکن اس کو بعد میں نیب کا چیئرمین لگا دیا جاتا ہے۔

بہت ہی صحیح کی ہے کہ نواز شریف کی خواہش ہے کہ پیپلز پارٹی اپوزیشن میں آئے اس لیے کہ نواز شریف کی ساری سیاست دوسروں کی خامیوں پر ہوتی ہے۔ یہ بات درست ہے کیونکہ اپنے آپ میں تو کوئی ایسی صفت نہیں ہے جس کی بنیاد پر سیاست کی جا سکے۔ البتہ دوسری بات جو رضی صاحب نے پانامہ کے حوالے سے کی ہے وہ بڑی عجیب بات ہے۔ الزام یہ تھا کہ آف شور کمپنیوں کے against فلیٹ لیے گئے اور حسن نواز اور حسین نواز نے کہا کہ الحمدللہ یہ ہمارے ہیں۔ ججز نے خود کہہ دیا کہ اب بارِ ثبوت نواز شریف کی فیملی پر ہے اور نواز شریف کہتے ہیں کہ ہمارے پاس منی ٹریل ہی نہیں ہے۔ جبکہ اعتزاز احسن جیسے وکیل صاف اور واضح کہہ رہے ہیں کہ الزام لگانے والے کا کام یہ ہے کہ وہ ثابت کر دے کہ جس شے کے حوالے سے بدعنوانی کا الزام ہے اس کا تعلق ملزم سے ہے۔ آگے ملزم کو ثابت کرنا ہے کہ اس نے وہ شے یا جائیداد وغیرہ جائز پیسے سے بنائی تھی اور اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔

سوال: آج کل سیکرٹری خزانہ بلوچستان مشتاق رئیسانی کے حوالے سے بارگین کا کیس موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں اگر یہ قانون موجود ہے تو پاکستان میں اس قانون کی اتنی مخالفت کیوں کی جا رہی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے ملک میں ہمارا آئین بھی منافقت کا پلندہ ہے اور من حیث القوم ہم ایک منافق قوم کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ خواہ وہ سیاست ہو یا معاشی نظام ہر جگہ منافقت ہے۔ اگر ہمارے ملک میں جمہوریت ہے تو سینٹ کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بڑے لوگوں کی کرپشن پر کیوں بحث ہوتی ہے۔ اسی طرح کا معاملہ انڈیا میں بھی ہے کہ جو بڑے سیاسی لوگ یا بیوروکریٹ کرپشن کے کیس میں ملوث ہوتے ہیں تو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں ان پر کیسز چلائے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں اصل میں جب بھی مارشل لاء لگتا تھا تو اس دوران مخالف سیاستدانوں کے خلاف کیس چلانے کے لیے اس طرح کے قوانین بنائے جاتے تھے۔ لیکن یہ قوانین پوری طرح نافذ نہیں ہوتے تھے۔ یہی مشرف نے بھی کیا کہ 1999ء میں نیب کا ادارہ وجود میں آیا اور اس کے ذریعے بہت سے سیاستدانوں کو گرفتار کیا گیا اور بالآخر ان میں سے ق لیگ نکل آئی۔ انہوں نے اپنے زمانے میں ریٹائرڈ جنرل نیب کے چیئرمین لگائے جنہوں نے بڑی دیانتداری سے کام بھی شروع کیا۔ لیکن انہیں بھی جنرل مشرف نے کام نہیں کرنے دیا۔ تو دراصل یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ پلی بارگین میں ملک کی کوئی بہتری نہیں تھی لیکن اس کو بعد میں آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس قانون کو تحفظ حاصل ہے۔ پلی بارگین میں ایک اور بات یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے بازیاب کی جانے والی رقوم میں نیب کے عملے کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اب تو عدلیہ کے ججز نے بھی اس پر تنقید شروع کر دی ہے لہٰذا اس قانون کو ختم کرنا چاہیے۔

سوال: اس قانون کے تحت نیب نے 284 ارب روپے کی ریکوری کی ہے۔ اگر یہ قانون غلط تھا تو 17 سال سے ہماری حکومتیں کیا کر رہی تھیں؟

رضوان الرحمٰن رضی: 17 سالوں میں مشرف کا دور تو نکال دیجئے کیونکہ وہ تو اس قانون کے خالق تھے۔ اس کے بعد کا آٹھ سالہ دور ہے اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ نیب پر جو لوگ مسلط ہیں وہ عوام پر مسلط طبقہ اشرافیہ کے سیاستدانوں اور جرنیلوں کے ہی بھانجے اور بھتیجے ہیں اور بازیاب ہونے والی رقوم کا ایک بڑا حصہ باقاعدہ قانونی طور پر ان کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ اب نیب یہ بھی بتائے کہ 284 ارب روپے میں سے کتنے ارب روپے نیب کے حکام نے اپنی جیب میں ڈالے ہیں۔ حالانکہ یہ عوام کا ایک

ادارہ ہے۔اس میں بھرتی ہونے کا کوئی پروسیجر ہوگا لیکن اس کا کسی کو بھی نہیں پتا۔نیب کا اصل مسئلہ یہی ہے جس سے نبٹنا ضروری ہے ورنہ نیب بذات خود اتنا برا نہیں ہے جتنا آج کل سیاستدانوں کو برا لگ رہا ہے۔نیب میں جو نااہل، بدعنوان اور کرپٹ لوگ بھرتی ہوتے ہیں وہ اصل مسئلہ ہیں۔آپ اندازہ کریں کہ ایک شخص ضیاء الحق کا پرسنل سٹاف افسر ہوتا ہے اور ہیروئن سمگلنگ کرتے ہوئے آفیشل طیارے کے اندر پکڑا جاتا ہے لیکن اس کو بعد میں نیب کا چیئرمین لگا دیا جاتا ہے۔چنانچہ یہ اسی طرزعمل کا رزلٹ ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

سوال: ڈی جی آپریشن زاہد شاہ کا کہنا ہے کہ جن کا پلی بارگین کیس منظور ہوتا ہے ان کو قید کے علاوہ تمام سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یعنی وہ اپنے عہدوں پر بحال نہیں ہو سکتے اور نیب کے چیئرمین کی صدارت میں ایگزیکٹیو بورڈ کا اجلاس ہوتا ہے جس میں متعلقہ عدالت سے اس کیس کی approval ہوتی ہے۔یعنی اتنے چیکس اینڈ بیلنسز کے باوجود بھی یہ پلی بارگین کا قانون کیسے غلط ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر کہیں واقعی عدل اجتماعی کا نظام قائم ہے تو اس میں یہ قانون بالکل غلط ہے ان حالات میں جبکہ عدالتیں فیصلہ نہیں کرتیں، جب گواہ صحیح گواہیاں نہیں دیتے۔ڈی جی صاحب بالکل غلط بیانی کر رہے ہیں۔ہمارے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ کرپشن میں پکڑے گئے،انہوں نے جرم تسلیم بھی کیا،محکمہ نے بھی ان کو چور قرار دے دیا اور ان سے ریکوری بھی ہوگئی مگر اس کے بعد بھی وہ لوگ اپنے عہدوں پر بحال ہوگئے۔ہمارے ملک میں یہ ہوتا ہے۔

سوال: نیب کے پلی بارگین کے قانون کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

شاہد حسن صدیقی: اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ آپ ملک میں لوٹ مار کریں، کرپشن کریں، بھتہ لیں، اس کے بعد اس کا ایک حصہ واپس کر دیں اور دوبارہ نوکری پر آجائیں تاکہ جو حصہ واپس کیا ہے اس سے دگنا نکال لیں۔اس طرح کے قوانین کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ کرپشن کو پاکستان میں فروغ دیا جائے۔میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ہمارے سیاستدانوں، بیوروکریٹوں اور طاقتور اداروں کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ پاکستان میں کرپشن کو فروغ دیا جائے اور احتساب کے نام پر سیاسی مخالفین کے بازو مروڑے جائیں یا ان کی وفاداریاں تبدیل کی جائیں۔اس وقت پورے پاکستان میں سب نیب پر تنقید کر رہے ہیں لیکن ہر آدمی اس قانون کو بدلنے میں تاخیری حربے کرتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اگر اس قانون میں تبدیلی کر بھی دیں تو وہ مکمل تبدیلی نہیں ہوگی بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی ایسی کمزوری رکھ دی جائے گی جس میں سے بھی چوروں کو نکلنے کا راستہ ہوگا۔

سوال: پلی بارگین کے قانون اور FBR کی ٹیکس ایمنسٹی اسکیم میں کیا فرق ہے؟

شاہد حسن صدیقی: ٹیکس ایمنسٹی اسکیم حکومت پاکستان نکالتی ہے اور میں اس کو فنانشل NRO سمجھتا ہوں۔

سوال: اگر اس اسکیم کو قانونی تحفظ حاصل ہے تو پلی بارگین پر اتنا شور وغوغا کیوں ہے؟

> **آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت جو الیکشن میں کھڑے ہونے کے اہل نہیں ہوتے وہ منتخب ہو کر جب پارلیمنٹ اور حکومت میں آتے ہیں تو ان کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں موثر احتساب نہ ہو لہٰذا وہ نیب جیسے اداروں میں اپنے جیسے ہی لوگوں کو لگاتے ہیں تاکہ کرپشن کے کلچر کو فروغ ملے۔**

شاہد حسن صدیقی: اگر آپ اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نیب جو ایک نااہل اور کرپٹ ادارہ ہے اس کو مزید کمزور کیا جائے تاکہ وہ طاقتور سیاستدانوں اور بیوروکریسی کے خلاف کوئی موثر کارروائی نہ کر سکے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ 15 سالوں میں نیب کے سات چیئرمین آئے ہیں۔ان میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ جرنیل بھی شامل تھے۔ان سب نے جو وصولی کے اعداد وشمار پیش کیے ہیں وہ غلط تھے۔

سوال: یہ خبریں کہ نیب نے 284 ارب روپے کی ریکوری کی ہے؟

شاہد حسن صدیقی: حکومت اور پوزیشن کو پتا ہے کہ یہ اعداد وشمار جھوٹے ہیں۔انہوں نے اسی طرح 2015ء میں بھی 274 ارب روپے کی ریکوری کے دعوے کیے تھے جو کہ جھوٹے تھے۔خود نیب کے ایگزیکٹیو بورڈ کے مطابق نیب کے اخراجات 15 سال میں 12 ارب روپے تھے جبکہ اس عرصہ میں اس نے قومی خزانے میں صرف 10.6 ارب روپے جمع کرائے۔یعنی 274 کا نصف بھی جمع نہیں کرایا۔اس کا مطلب ہے کہ نیب کا کلچر کرپٹ ہے اور وہ جھوٹے اعداد وشمار دے رہے ہیں۔جو بینکوں کے قرضوں کی ری شیڈولنگ ہوتی ہے جن میں تاثر دیا جاتا ہے کہ دو تین سال میں ادا کیے جائیں گے لیکن وہ ادا نہیں ہوئے،نیب نے ان کو بھی ریکوری دکھا دی اور بینک جو اپنی ریکوری بتا رہا ہے وہ بھی انہوں نے اپنے کھاتے میں شامل کر لی۔

سوال: ہماری عدلیہ ہمیشہ نیب کو آڑے ہاتھوں لیتی ہے۔پاکستان کے دو اہم ریاستی ادارے آپس میں کھینچا تانی کیوں کرتے ہیں؟

شاہد حسن صدیقی: میں پورے احترام کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جوڈیشل activism پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ عدلیہ ریمارکس دے اور پھر اس ٹاک شوز ہوں۔یعنی جب عدلیہ کہتی ہے کہ حکمران شہنشاہ بنے ہوئے ہیں اور حکمران کہتے ہیں کہ عدلیہ کرپشن کو فروغ دینے کا ادارہ ہے۔یا سپریم کورٹ کہتی ہے کہ نیب کرپشن کے فروغ کا ذریعہ ہے یا نیب میں اندھیر نگری چوپٹ راج ہے تو اس سے پبلسٹی تو ہو جاتی ہے لیکن ایکشن نہیں ہوتا۔میں ججوں کو بھی احترام سے کہوں گا کہ وہ فیصلے کے ذریعے بولا کریں۔

سوال: اگر یہ قانون غلط ہے تو اس کا متبادل آپ کیا تجویز دیں گے؟

شاہد حسن صدیقی: دیکھئے! اگر آپ نیب آرڈیننس کو ٹھیک کر بھی دیں تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت جو الیکشن میں کھڑے ہونے کے اہل نہیں ہوتے وہ منتخب ہو کر جب پارلیمنٹ اور حکومت میں آتے ہیں تو ان کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں موثر احتساب نہ ہو لہٰذا وہ نیب جیسے اداروں میں اپنے جیسے ہی لوگوں کو لگاتے ہیں تاکہ کرپشن کے کلچر کو فروغ ملے۔اس کے بہت سارے دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ بڑے بڑے کیسز جن میں طاقتور طبقے ملوث ہیں، وہاں دستاویزی ثبوت بھی موجود ہیں لیکن ان کو ڈھانپ دیا گیا ہے۔لہٰذا مسئلہ احتساب آرڈیننس کو ٹھیک کرنے کا نہیں ہے بلکہ شروعات یہاں سے ہونی چاہئیں کہ جب تک کرپٹ لوگ حکومت میں آتے رہیں گے تو وہ کبھی بھی اس کو نافذ نہیں ہونے دیں گے اور پاکستان میں یہی ہو رہا ہے۔

سوال: پلی بارگین کا قانون کیسا ہے؟ اسلامک پوائنٹ آف ویو سے بتائیے۔

شجاع الدین شیخ: میرے نزدیک پلی بارگین عوام کے پیسے سے طبقہ اشرافیہ کا پیٹ بھرنے کا ذریعہ ہے۔اسلامی حوالے سے کسی ایک شخص کے پیسے کو لوٹ لینا بھی جرم ہے لیکن جب بات قومی امانت کی، عوام کے پیسے کی اور ملک کے اثاثہ جات کی آجائے تو یہ واقعہ ہلا دینے کے لیے

کافی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک ساتھی جو قتال کے مرحلے میں قتل ہوگئے تو صحابہؓ نے کہا کہ یہ شخص جنتی ہے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو۔ یہ شخص تو جہنم میں ہے اور اس کا جرم یہ ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی امانت یعنی مال غنیمت میں سے اس نے ایک چادر چرالی تھی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب فاطمہ نامی عورت نے چوری کی اور اس کے حق میں سفارشیں آنا شروع ہوگئیں تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک و برباد ہوگئیں کہ جب بڑا جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چھوٹا جرم کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ اگر فاطمہ بنت محمدؐ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا“۔ آج ہم بھی پہلی قوموں کے راستے پر گامزن ہیں کہ عوام سڑکوں جاتے ہوئے قانون توڑ دیں تو ان کے اس جرم پر فوراً جرمانہ وصول کرلیا جاتا ہے۔ لیکن بڑے لوگ جتنے بڑے جرم کرلیں ان کی پکڑ نہیں ہوتی۔ اس تناظر میں جب میں اور آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے بارگیننگ کے معاملات دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے آپ ﷺ کی زندگی کے یہ دو واقعات کافی ہیں۔

سوال: کچھ ممالک میں یہ قانون ہے کہ کرپٹ اور بدعنوان عناصر اگر پکڑے جائیں تو ان کو سزائے موت دی جاتی ہے ۔ تو اسلامی حوالے سے بتایئے کہ کیا یہ سزا نافذ ہوسکتی ہے؟

شجاع الدین شیخ: اسلامی قوانین میں چوری، زنا، قتل سمیت بعض جرائم کی سزائیں فکس ہیں۔ ان کو ہم حدود کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں شریعت نے کوئی سزا فکس نہیں کی وہاں وقت کا قاضی جرم کی شناعت کو دیکھتے ہوئے کوئی مناسب حال سزا تجویز کرسکتا ہے اور وہ معمولی جرمانے سے لے کر سزائے موت بھی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا جرم کی شناعت کے اعتبار سے کسی بھی جرم کی سزا ہوگی۔

ایوب بیگ مرزا: عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ اگر عدل کو اسلام میں سے نکال دیا جائے تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ لہٰذا عادلانہ نظام ہی اسلام کی اصل خصوصیت ہے۔ دعا کیجیے کہ یہ باطل کا نظام ختم ہو جائے اور اسلام کا عادلانہ نظام آئے تاکہ لوگوں کو حقیقی انصاف مہیا ہوسکے اور ان کا معیار زندگی بلند ہو۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ہدیۂ عقیدت

بہ رسالت مآب ﷺ

عبدالمالک مضطر

مسجدِ سیدِ کونین ﷺ کی دہلیز کے پاس
اک مسافر، ہمہ تن شکر، مجسم ہے سپاس
اپنے چہرے پہ ندامت کا لیے ہے احساس
تشنہ ہونٹوں پہ سجائے ہوئے برسوں کی پیاس
شوقِ بے تاب یہ کہتا ہے یہ ہے جادہ دل
خود یہ منزل نہیں لیکن ہے نشانِ منزل

منہ کے بَل چلتے ہوئے، خاک بہ سر آیا ہے
نیچی نظریں کیے ، با دیدۂ تر آیا ہے
شب گزیدہ ہے ، بہ اُمیدِ سحر آیا ہے
دلِ صد چاک، زخم خوردہ جگر لایا ہے
باریابی کی اجازت ہو تو اندر آئے
روحِ مضطرؔ کو کسی طرح قرار آ جائے

پیش کرسکتا ہے کیا تجھؐ کو تہی دست فقیر
اس کی کُل نقدِ حیات ایک نوائے دل گیر
تیرہ و تار ہے شب اس کی ، سحر بے تنویر
اپنے خوابوں کی یہ پائے گا بھلا کیا تعبیر
تیریؐ الفت کے تقاضوں کا تو ادراک نہیں
لیکن اپنا تجھےؐ کہنے میں اسے باک نہیں

سوچتا ہے کہ تراؐ ذکر میں کس منہ سے کروں
آرزو ہے کہ تریؐ شان میں کچھ شعر کہوں
آنسوؤں سے مگر اک بار وضو تو کرلوں
پھر کہیں مدح میں تیریؐ میں کوئی لفظ چنوں
کیا یہ ممکن ہے کہ خورشید کو دکھلاؤں چراغ
نکہت و نور تو آپ اپنا ہی دیتے ہیں سراغ

مجھ کو معلوم ہے خود میری حقیقت کیا ہے
میرے دامن میں بجز اشکِ ندامت کیا ہے
تجھؐ کو مجھ جیسے سیہ کار کی حاجت کیا ہے
ذرّۂ خاک کو آفاق سے نسبت کیا ہے
میں تہی دامن و بے مایہ و ناچیز و حقیر
تُوؐ علو مرتبہ و صاحب عزّ و توقیر

تیرےؐ اوصاف کو کس طرح میں کر پاؤں بیاں
موجزن سینے میں ہے ایک اُمڈتا طوفاں
دل کے جذبوں میں مگر قوتِ اظہار کہاں
قلب کا ساتھ نہ دے پائے گی ہرگز یہ زباں
یہ ستارے سرِ مژگاں جو چلے آتے ہیں
خود بہ خود لفظوں کے قالب میں ڈھلے جاتے ہیں

یہ در و بام ، یہ محراب ، یہ منبر ، مینار
تیریؐ رِفعت کی یہاں چار طرف سے ہے پکار
پھر بھی ممکن ہی نہیں تیرےؐ فضائل کا شمار
تیریؐ سیرت کے ہر اک رنگ میں ہیں حُسن ہزار
سچ تو یہ ہے کہ زمانہ تجھےؐ سمجھا ہی نہیں
خاکِ پا کو بھی تریؐ پا نہ سکے تخت نشیں

نام تیراؐ ہے ہر اک وقت اذاں میں موجود
تجھؐ پہ آتا ہے شب و روز ملائک کا درود
عبدؐ ایسا کہ کہے صلِ علیٰ خود معبود
حامدؐ و احمدؐ و حمادؐ و محمدؐ، محمودؐ
خالقِ ارض و سما جسؐ کی کرے خود توصیف
اُسؐ کی پھر اور کوئی کیا کرے آخر تعریف

روشن خیالی یا تاریک خیالی

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

ہمارے اردگرد روشن خیالی کا بڑا چرچا ہے۔ روشن خیالی واقعی ایسی چیز ہے جس کا شہرہ ہونا چاہیے۔اس کے برعکس تاریک خیالی قابل مذمت ہے اور اس کی کوئی پذیرائی نہیں ہونی چاہیے۔سوال یہ ہے کہ روشن خیالی اور تاریک خیالی کہتے کسے ہیں۔کوئی شخص روشن خیال ہے یا تاریک خیال تو اس کا فیصلہ کون کرے گا۔ان سطور کے ذریعے اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ولی (دوست) ہے۔وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے اولیاء (دوست) طاغوت (شیطان اور اس کے لاؤ لشکر) ہیں جو انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔یہی لوگ دوزخی ہیں۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (البقرة:257)۔

اس آیت کی تشریح میں علماء نے لکھا ہے کہ نور (روشنی) سے مراد علم حق ہے،جس کی روشنی میں انسان اپنی اور کائنات کی حقیقت اور اپنی زندگی کے مقصد کو صاف صاف دیکھ کر علی وجہ البصیرت ایک صحیح راہ عمل پر گامزن ہوتا ہے۔تاریکیوں سے مراد جہالت کی تاریکیاں ہیں،جن میں بھٹک کر انسان اپنی فلاح وسعادت کی راہ سے دور نکل جاتا ہے اور حقیقت کے خلاف چل کر اپنی تمام قوتوں اور کوششوں کو غلط راستوں میں صرف کرنے لگتا ہے۔

ایمان اور اعمال صالحہ کی راہیں روشن ہیں اور اہل ایمان ہی روشن خیال کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔کفرو شرک اور نفاق وفسق تاریک کھڈے ہیں، جن میں کوئی انسان گر جائے تو اس کو پھر کچھ بھی نظر نہیں آتا۔جس کو حقیقت نظر نہ آئے وہی تاریک خیال کہلائے گا۔اس حقیقت کو سورۃ النور میں یوں بیان کیا گیا ہے:"(جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے گہرے سمندر میں اندھیرا،جس پر لہر چلی آتی ہو اور اس کے اوپر اور لہر آرہی ہو اور اس کے اوپر بادل ہو۔غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ایک پر ایک چھایا ہوا۔ جب وہ (انسان) اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔اور جس کو اللہ روشنی نہ دے،اس کو کہیں بھی روشنی نہیں مل سکتی" (النور:40)۔اس آیت میں کفر کی مثال ذہنی تاریکی یعنی تاریک خیالی سے دی گئی ہے اور جو کفر کرتے ہیں اور ہدایت کی روشنی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں،وہ گھٹاٹوپ اندھیرے کے اندر زندگی گزارتے ہیں۔یہی تاریک خیال لوگ ہیں۔روشنی تو اللہ پر ایمان کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔جس کو اس کی بدبختی کے سبب اللہ نے ایمان کی توفیق نہیں بخشی اس کو کہیں سے بھی روشنی حاصل نہیں ہوسکتی۔وہ جب تک ایمان کی شاہراہ پر نہیں آئے گا اسی طرح تاریکیوں میں بھٹکتا رہے گا اور دن بہ دن اس کی تاریکیوں میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔

دور حاضر کی سائنسی ترقی نے انسان کی نگاہوں کو خیرہ کردیا ہے۔جس طرح تیز روشنی میں انسان چیزوں کو واضح طور پر دیکھ نہیں سکتا اور کوئی حتمی رائے نہیں قائم کرسکتا بالکل اسی طرح جدید علوم وفنون نے انسانوں کو مخمصے (Confusion) میں مبتلا کردیا ہے۔وحی کی روشنی سے محروم ہوکر انسان کا زاویہ نگاہ بدل گیا ہے۔آج کا انسان یہ سمجھتا ہے کہ کچھ قوانین طبعیہ (Laws of nature) ہیں، جن کے تحت اس کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے۔ لوگ پیدا ہوتے ہیں، جیتے ہیں، مرتے ہیں۔کسی بالا تر طاقت اور موت کے بعد دوبارہ وجود اور کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔اس طرز فکر کو جاہلیت جدیدہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔اس کے کئی گوشے ہیں۔بعض گوشوں کا تعلق علم الحیاتیات اور علم الحیوانات کی طرح کی Physical Sciences سے ہے اور بعض کا رشتہ Social Sciences سے ملتا ہے۔ڈارون کا فلسفۂ ارتقاء اب صرف حیاتیات (Biology) کے میدان تک محدود نہیں رہا ہے بلکہ اس نے انسان کی معاشرتی اقدار اور تمدنی و تہذیبی فکر،حتیٰ کہ فلسفۂ اخلاقیات تک کو تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے۔اس نے انسان کو محض ایک ترقی یافتہ حیوان کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔یہ تاریک خیالی نہیں تو اور کیا ہے کہ فلسفۂ ارتقاء کے حامیوں نے انسان جیسی اشرف المخلوقات کو حیوانات کی طرح شہوات کے داعیات کی تسکین کا کھلا لائسنس دے دیا ہے۔رہی سہی کسر فرائڈ جیسے ماہرین نفسیات نے پوری کردی جس نے انسان کے تمام محرکات عمل کو جنسی جذبے کے تابع قرار دے دیا ہے۔انسانوں کو انہی گمراہیوں اور تاریکیوں سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانوں ہی میں سے اپنے جلیل القدر پیغمبر بھیجے۔سب سے آخر میں محمد ﷺ کو بھیجا۔آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: "تحقیق تمہارے پاس نور اور کھلی کتاب آگئی ہے۔اس کے ذریعے سے اللہ ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں،سلامتی کی راہیں دکھا رہا ہے اور اپنی توفیق سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لا رہا ہے اور ایک صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔" (المائدہ:15,16)

یہ قرآن مجید اور نبی ﷺ کی ذات گرامی ہے جو انسانوں کو ذہنی تاریکیوں سے بھی نکالتے ہیں اور زندگی کے لیے عمل کی صحیح شاہراہ بھی متعین کرتے ہیں۔یہ روشنی پہلے اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کی صورت میں اہل کتاب کو عطا فرمائی تھی مگر انہوں نے اس کو ضائع کردیا اور تاریکیوں میں بھٹکنے لگے۔اب کل روئے ارضی پر روشنی کا واحد ذریعہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔انسانوں کا جو خیال وعمل اس روشنی کے تابع ہوگا وہ روشن وتاباں ہوگا اور جو اس روشنی سے محروم رہا وہ تاریک وسیاہ ترین خیال وعمل قرار پائے گا۔کاش مسلمانوں کو اس کا شعور حاصل ہوجائے تو دنیا پھر روشن و منور ہوسکتی ہے،جس طرح خود نبی ﷺ کے مبارک دور اور صحابۂ کرام کے عہد زریں میں دنیا کے کئی براعظم علم و عمل کی روشنی سے جگمگا اٹھے تھے۔

کیا افغانستان کی قسمت کا دارومدار ٹرمپ پر ہے؟

سلمان رفیع

طالبان افغانستان کے بارے میں ایشیا ٹائم آن لائن کا شائع کردہ زیرِ نظر مضمون اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ صاحب مضمون خود طالبان کے حامیوں میں سے نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود خود کو افغانستان میں طالبان کے غیر معمولی اثر ونفوذ اور کامیابیوں کا اقرار کرنے پر مجبور پاتے ہیں۔ گویا ''الفضل ماشھدت بہ الاعداء''

چونکہ نومنتخب صدر، ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران امریکی تاریخ کی طویل ترین اور مشکل ترین جنگ کے بارے میں بمشکل ہی کوئی حوالہ دیا تھا، اس لیے اس ضمن میں ان کی آئندہ پالیسی پر اٹھنے والے سوالات اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ ان سوالات کی اہمیت اُس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب یہ سننے میں آتا ہے کہ ٹرمپ امریکہ کی اتحادی ریاستوں، جیسا کہ افغانستان کی مدد کے لیے امریکی فورسز کے استعمال کے خلاف ہیں۔ اگرچہ ہمیں ان کی واضح افغان پالیسی کے خدوخال دیکھنے کے لیے کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا، لیکن سرِ دست ٹرمپ کے دیگر ممالک میں امریکی فورسز نہ بھیجنے کے اعلان سے افغان طالبان کی حوصلہ افزائی ہوئی ہوگی۔ وہ خوش ہوں گے کہ ملک ان کے کنٹرول میں بس آیا ہی چاہتا ہے، اور وہ مزید دباؤ ڈال کر باقی ماندہ امریکی دستوں کو انخلا کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

انتخابی مہم کے دوران امریکی خارجہ پالیسی کے موضوع کو حیرت انگیز طور پر نظر انداز کر دیا گیا، تاہم افغانستان کے زمینی حالات ایسے ہیں کہ اگر نومنتخب صدر طالبان کو دوبارہ وہاں حکومت کرتے نہیں دیکھنا چاہتے تو اُنہیں اس پر توجہ دینا ہوگی۔ زمینی حالات اس نہج پر ڈھل رہے ہیں کہ طالبان نہ صرف زیادہ علاقے پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں بلکہ افغانستان کی تعمیرِ نو کے عمل میں بھی اُنہیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں رہا۔ یہ بات اگرچہ بہت تعجب خیز لگی ہے لیکن طالبان کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ وہ ''اُن تمام قومی منصوبوں کے تحفظ کے لیے تیار ہیں جو عوام کے مفاد اور قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری ہیں۔'' یہ بیان اُس وقت سامنے آیا جب افغان اور ترکمان لیڈران نے افغانستان کو ترکمانستان کے ذریعے یورپ سے ملانے والی ایک ریلوے لائن کا افتتاح کیا۔

دوسری طرف، ایک افغان افسر کے مطابق، یہ بھی حقیقت ہے کہ گزشتہ دو ماہ کے دوران نجی اور سرکاری املاک پر طالبان کے حملوں نے دو بلین امریکی ڈالر سے زائد کا نقصان کیا۔ جانی نقصان اس کے علاوہ تھا۔ مزید یہ کہ طالبان کی طرف سے یہ پیش کش اُس وقت سامنے آئی جب افغان فورسز کو امریکی فورسز کے تعاون کے باوجود بھاری نقصان کا سامنا ہے اور طالبان زیادہ سے زیادہ علاقوں پر قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ ''ایس آئی جی اے آر'' (سپیشل انسپکٹر جنرل فار افغانستان ری کنسٹرکشن) کے مطابق اگست 2016ء تک ملک کے 407 اضلاع میں سے 258 حکومت کے کنٹرول میں تھے۔ جبکہ 3 ماہ قبل مئی میں ان کی تعداد 267 تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت بتدریج کنٹرول کھو رہی ہے۔ آزاد ذرائع کے لگائے گئے اندازے کے مطابق براہ راست یا بالواسطہ طور پر طالبان کے زیرِ کنٹرول اضلاع کی تعداد سرکاری اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے۔ طالبان اور افغان حکومت کے درمیان پایا جانے والا نازک سا عسکری توازن ایک طرف، دستیاب رپورٹس کے مطابق امریکی پشت پناہی سے قائم ہونے والی افغان حکومت کی حالت انتہائی خستہ ہے۔ حال ہی میں لیے گئے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ کنسٹرکشن کے نام پر جو سرگرمیاں جاری ہیں، اُنہیں کسی طور تعمیرِ نو نہیں کہا جا سکتا۔ یہ صورت حال بدعنوانی اور عدم استحکام کے شکار پروگرام میں فوری بہتری چاہتی ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ افغانستان میں جو بھی حکومت سنبھالے، کابل لامحالہ طور پر امریکہ کا دست نگر رہے گا۔ اسے ہمیشہ غیر ملکی امداد اور ہتھیاروں، حتیٰ کے امریکی دستوں کی موجودگی کی ضرورت رہے گی۔

طالبان نے حکومت کو کمزور پا کر حملے شدید تر کر دیے ہیں۔ ان میں بڑھنے والی ہلاکتوں کی تعداد افغانستان حکومت کی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ 2010ء سے لے کر 2016ء تک اقوام متحدہ کی طرف سے جمع کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق 2010ء میں شہری ہلاکتوں کی تعداد 2,149 جبکہ زخمیوں کی تعداد 3,482 تھی۔ اس تعداد میں ہر سال اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ 2016ء میں ہلاک ہونے والے شہریوں کی تعداد 2,562 جبکہ زخمی ہونے والے افراد کی تعداد 5,835 ہے۔ ان ہلاکتوں اور زخمیوں میں سے 23 فیصد کی ذمہ داری سرکاری فورسز پر عائد ہوتی ہے۔ اس میں گزشتہ سال کی نسبت 42 فیصد اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ سرکاری فورسز کے ہاتھوں شہریوں کے ہونے والے نقصان کی وجہ فضائی حملے اور دھماکہ خیز مواد کا استعمال ہے۔

یہ صورت حال تقاضا کرتی ہے کہ ٹرمپ امریکی فورسز کو زیادہ دیر تک افغانستان میں ٹھہرنے کی اجازت دیں، تاہم ابھی تک اُن کی حکمت عملی واضح نہیں، اور نہ ہی پتا چلتا ہے کہ امریکہ کس طرح افغانستان میں بامقصد تبدیلی لائے گا؟ یا کیا زمینی حالات تبدیل کرنا ممکن ہوں گے؟ گزشتہ پندرہ برس کے دوران حاصل ہونے والے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ مزید رقم یا امریکی فورسز کی تعداد بڑھانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس پالیسی کا ماضی میں بھی فائدہ نہیں ہوا، اب بھی نہیں ہوگا۔ افغانستان کی سیکورٹی فورسز کی تعمیر کے لیے 68 بلین ڈالر خرچ کرنے کے باوجود افغان فوج کے ایک تہائی فوجی ہر سال جنگ کا

شکار ہو جاتے ہیں، یا سروس چھوڑ کر فرار ہو جاتے ہیں۔ ''ایس آئی جی اے آر'' کی شائع کردہ ایک رپورٹ کے مطابق اب تک افغان نیشنل ڈیفنس اور سیکورٹی فورسز کو 15,000 ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ صرف اس سال ہلاک ہونے والوں کی تعداد 5,500 سے زیادہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں، افغان نیشنل ڈیفنس اور سیکورٹی فورسز کو ایک سال میں اس سے کہیں زیادہ جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا، جتنا امریکی فورسز نے 2001ء سے لے کر 2016ء تک برداشت کیا۔ باوجود اس حقیقت کے کہ افغان فورسز کے پاس امریکی اور دیگر ممالک کا جدید اسلحہ ہے، وہ امریکی اور نیٹو فورسز جیسی کارکردگی دکھانے سے قاصر ہیں۔ اُنہیں مسلسل جانی نقصان کا سامنا ہے۔ اس دوران امریکہ کی نئی پالیسی یہ ہے کہ افغانستان میں جاری آپریشنز کے لیے فراہم کیے جانے والے فنڈز پانچ بلین ڈالر سے کم کر کے 4.72 بلین کر دیے جائیں۔

اب افغانستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ ایک بات طے ہے کہ امریکہ کی اہم ترین پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ افغانستان کو طالبان کے کنٹرول میں جانے سے ہر ممکن طریقے سے روکا جائے۔ اس وقت نومنتخب امریکی صدر کے سامنے سب سے بڑا غیر ملکی چیلنج یہی ہے۔ یہ چیلنج اُس سے کہیں زیادہ گمبھیر ہے جس کا ٹرمپ کو مشرقِ وسطیٰ، شام اور عراق میں سامنا ہوگا۔ افغانستان کو بھی حقیقت پسندی کا سامنا کرتے ہوئے اپنی پالیسی کو تبدیل کرنا ہوگا۔ چند ہفتے پہلے ایک افغان افسر نے مجھ سے اسلام آباد میں ملاقات کے دوران بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ گزشتہ پندرہ برس سے جاری جنگ نے اس کی جماعتوں کے سامنے موجود چوائس کو بہت کم کر دیا ہے۔ یا تو وہ کبھی نہ ختم ہونے والی لامتناہی جنگ لڑتے رہیں، یا پھر اپنے جذبات کو کنٹرول کرتے ہوئے سیاسی مکالمے کی طرف بڑھیں۔ صدر اشرف غنی نے حکمت یار کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے مکالمے کا آغاز کر دیا ہے۔ اگرچہ مقامی طور پر کچھ دھڑے اس مکالمے کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حکمت یار چین اور پاکستان کی آشیرباد رکھتا ہے۔ اُس سے بات کرنے سے امن قائم نہیں ہوگا۔ اُن کا خیال ہے کہ حکمت یار دراصل طالبان کی حکومت میں آمد کی راہ ہموار کرے گا۔

افغانستان میں بننے والی اس صورت حال کے تناظر میں امریکہ اور افغان حکومت کے سامنے چیلنج صرف طالبان کے ساتھ میدان جنگ میں لڑنے تک محدود نہیں۔ ضروری ہے کہ اُنہیں کچھ شرائط کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے لیے راضی کیا جائے تاکہ 1990ء کی دہائی کے اختتامی سالوں کا اعادہ نہ ہوسکے۔

❁ ❁ ❁

ضرورت رشتہ

☆ شیخ صدیقی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا لاہور یا لاہور کے گرد ونواح سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0313-4292385

☆ سید بخاری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم بی کام، قد "4.'5، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0324-4683270

دعائے صحت کی اپیل

☆ امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب محمد طاہر خاکوانی بیمار ہیں

☆ حلقہ لاہور غربی، علامہ اقبال ٹاؤن کے رفیق نوید احمد بٹ کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا ہے

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ کراچی وسطی کے منفرد ملتزم رفیق محمد علی کورائی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ آزاد کشمیر دھیرکوٹ کے ملتزم رفیق اسد محمود عباسی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ رفیق تنظیم تونسہ شریف کے محمد سلیم جعفر کے والد وفات پاگئے

☆ تنظیم اسلامی مروت کے نقیب اسرہ لیاقت علی کے لختِ جگر اللہ کو پیارے ہوگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علومِ قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یکم ستمبر 2016ء سے آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی دعوتی اور تربیتی اجتماع

11 دسمبر 2016ء کو حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی اجتماع مرکز حلقہ میں منعقد کیا گیا۔ مرکزی موضوع "دعوت الی اللہ" رکھا گیا تھا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ باجوڑ شرقی تنظیم کے امیر محمد نعیم نے سورۃ حٰم السجدہ کی آیات کا درس دیا۔ اس کے بعد رکن مرکزی شوریٰ جناب شوکت اللہ شاکر نے میت اور قبر کے موضوع پر درس حدیثؐ دیا۔

نبی محسن نے وائٹ بورڈ کی مدد سے قرآن وحدیث کی روشنی میں دعوت الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت پر خطاب کیا۔ اس کے بعد نقباء کا تعارف کرایا گیا۔ وقفہ کے بعد حلقہ کے ملتزم رفیق اور پشتو زبان کے بہترین شاعر جہانگیر خان نے کلام اقبال بمعہ تشریح پیش کیا۔

آخر میں داعی الی اللہ کے اوصاف پر حافظ احسان اللہ نے بڑے دلنشین انداز میں داعی کے فکری اور عملی اوصاف کو نمایاں کیا۔

مرکز کے ہال میں احباب کے لیے الگ فہم دین پروگرام رکھا گیا تھا، حبیب علی اور فیض الرحمٰن نے فہم دین پر لیکچرز دیے۔ نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد حلقہ کا ماہانہ مشاورتی اجلاس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین (مرتب: شاہ وارث)

حلقہ گجر خان، جاتلاں کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

11 دسمبر 2016ء کو بعد از نماز عصر پروفیسر عبدالباسط کے درس قرآن سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ انہوں نے کہا اگر ہم چاہتے ہیں کہ واقعتاً حضرت محمد ﷺ کی محبت کا تقاضا پورا ہو جائے تو ہمیں دل وجان کے ساتھ حضور ﷺ کی پیروی کرنا ہوگی۔ حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ اطاعت ہو تو اتباع ہے اور اللہ کی محبت کے ساتھ اطاعت ہو تو عبادت بنتی ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت اور حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی اتباع نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ دین کو خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کی جدوجہد کریں۔ اس کے بعد راقم نے مبتدی رفقاء کو "حبِ رسول، قرآن اور ہماری دینی ذمہ داریاں" کتابچوں کا مطالعہ کرایا جبکہ مقامی امیر محترم ظفر اقبال نے ملتزم رفقاء کو "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کتاب کا مطالعہ کرایا۔ ساڑھے نو بجے دعاؤں پر پروگرام ختم ہوا۔ (رپورٹ: غلام سلطان)

مقامی تنظیم ساہیوال میں عریانی اور فحاشی کے خلاف ریلی کا انعقاد

حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم ساہیوال میں 25 دسمبر 2016ء کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ضمن میں فحاشی وعریانی کے خلاف ایک ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ ریلی کے لیے جناب پروفیسر محمد ناصر چشتی نقیب اُسرہ فرید ٹاؤن نے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سے پیشگی اجازت تحریری طور پر حاصل کر لی تھی۔ تمام رفقاء اور احباب نے نماز ظہر ہائی سٹریٹ پر واقع مسجد نور میں ادا کی۔ اس کے بعد ریلی کا آغاز کیا گیا۔ سب سے پہلے شرکاء سے جن کی تعداد سو افراد سے متجاوز تھی امیر تنظیم ساہیوال جناب عبداللہ سلیم نے خطاب کیا اور ضروری ہدایات دیں۔

اس کے بعد یہ قافلہ بڑے بینرز اور پچاس ڈسپلے کارڈز ہاتھوں میں اٹھائے سڑک کے ایک جانب نہایت ڈسپلن کے ساتھ مسجد نور سے صدر چوک کی جانب اس شان سے روانہ ہوا کہ ٹریفک کی روانگی میں بھی خلل نہ پڑا اور زبانوں پر درودِ پاک ﷺ اور ذکرِ الٰہی کا ورد بھی جاری رہا۔

اس ریلی میں دینی مکتبہ فکر کی حامل دیگر جماعتوں نے بھی بھرپور شرکت کی۔ جن میں متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے صدر جناب ضیاء اللہ شاہ بخاری کے دو صاحبزادوں نے اپنے احباب کے ہمراہ شرکت کی۔ جماعت اسلامی ساہیوال کی معروف شخصیت جناب ڈاکٹر ابرار حسین اپنے ساتھیوں سمیت نہ صرف ریلی میں شریک ہوئے بلکہ اپنے سابقہ تجربے کی روشنی میں تنظیم اسلامی کے انتظامات میں ہاتھ بھی بٹایا، گویا انہوں نے مہمان کی بجائے میزبان ہونے کا ثبوت دیا۔ مسجد نور کے خطیب اپنے شاگردوں سمیت شریک ہوئے۔ میڈیا کی نمائندگی جناب سید طمطراق شاہ نے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ کی۔ تنظیم اسلامی ساہیوال کے بھی تقریباً تمام رفقاء شریک ہوئے۔ تنظیم کے ملتزم رفیق جناب انجینئر محمد سعید نے بینرز اور ٹی بورڈز بڑی خوبصورتی سے اپنی نگرانی میں تیار کروائے۔

ریلی کا پہلا پڑاؤ صدر چوک ساہیوال میں ہوا جہاں جمعیت اہلحدیث پاکستان کے صدر کے بیٹے جناب سید اسامہ نے مختصر مگر جامع اور پُر اثر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد ریلی اپنی منزل جوگی چوک کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں دکانداروں کو اور کارسواروں کو عریانی اور فحاشی کے خلاف لٹریچر پر مبنی پمفلٹ بھی تقسیم کیے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد یہ ریلی جوگی چوک پہنچی جہاں پر امیر تنظیم اسلامی ساہیوال عبداللہ سلیم نے اختتامی خطاب فرمایا۔ انہوں نے شرکاء کے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا اور اللہ کے حضور دعا مانگی۔ اس کے بعد ریلی کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

(رپورٹ: محمد جاوید اقبال)

حلقہ لاہور شرقی کے تحت سہ ماہی فہم القرآن کورس

کلاس کا آغاز 27 ستمبر 2016 کو ہوا۔ جس میں 60 مرد حضرات اور 15 خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کی اختتامی تقریب 27 دسمبر 2016 بروز منگل شام چھ بجے مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں منعقد ہوئی جس کے مہمانِ خصوصی امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نور الوریٰ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد راقم نے حمد پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں لوگوں کے سامنے سہ ماہی کلاس کا مقصد رکھا گیا اور ساتھ ہی مزید علم حاصل کرنے کے لیے رجوع الی القرآن کورسز میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعد ازاں شرکاء کلاس نے اپنے تأثرات بیان کیے۔

اس کے بعد مہمانِ خصوصی امیر تنظیم اسلامی پاکستان نے شرکاء کورس سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قرآن سے جڑنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ آخر میں امیر تنظیم اسلامی نے شرکاء کورس میں اسناد تقسیم کیں اور سب حضرات کو تحائف بھی دیے۔ نماز عشاء کے بعد اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس کورس میں عربی گرامر، تجوید، ترجمہ قرآن ڈائریکٹ میتھڈ کے علاوہ سیرت النبیؐ اور بنیادی دینی مسائل پڑھائے گئے اور اضافی محاضرات میں علم دین کی اہمیت وضرورت، تاریخ اسلام، پاکستان، انسدادِ سود کی کاوشیں، حبِ رسولؐ اور اس کے تقاضے، دینی فرائض کا جامع تصور، دین کا ہمہ گیر تصور اور اسلام میں نظم جماعت کی اہمیت پر لیکچرز ہوئے۔

اختتامی تقریب میں 70 مرد حضرات اور 25 خواتین نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کورس انتظامیہ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور دین کی محنت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

(رپوٹ: شکیل احمد)

☆☆☆☆☆

Israel End Injustice!

Right from day one the western-created and unjustly imposed state of Israel has been pursuing aggressive policies against the Palestinians. In spite of best efforts of diplomats of various nations Israel is constantly refusing to see reason. Unfortunately, USA considers Israel to be its closest ally which is safeguarding its interests in the Middle East. Now it appears that USA also is disappointed with the Israeli policies.

Today Palestinians are a subjugated people who have been rendered homeless in their own land. The Arab-Israeli war in 1967 provided yet another opportunity to Israel to occupy more Palestinian territories. UN and the world opinion are demanding that Israel should vacate these illegally occupied lands and come to some understandings which may pave the way for creation of an independent Palestinian state. It's staunchest and all weather friend America has also been trying to chalk out some reconciliation. But Israel refuses to accept any proposal.

Former president of US Mr. Clinton and the outgoing president Mr. Obama also sincerely tried for some understanding. But continuous refusal of Israel frustrated them. The latest UN Security Council resolution passed on 23rd December asked Israel to halt all construction of new housing colonies in the occupied territories.

It was a landmark resolution which has come as a great support for Palestinian cause. This was supported by all remembers of the Security Council. America also did not oppose it and just preferred to abstain from voting. Israel's strong lobbying and president-elect Donald Trump's efforts also failed and the resolution was carried out unanimously. This shows how frustrated the world body has become about the Israel's policies of continued occupation and expansion of settlements.

On the basis of this resolution Israel can be prosecuted in the International Criminal Court (ICC). There is a possibility that some countries may even impose sanctions against Israeli settlers and products produced in the illegal settlements.

Prime Minister of Israel Benjamin Netanyahu is furious and has rejected the resolution outright, terming it anti-Israel and refused to abide by it. This defiance to world opinion and haughtiness has been the hallmark of Israeli dispensations.

Palestinians have called it a historical day as the world body has recognized one of their demands. Israel should understand that it can no longer continue its unjust and atrocious policies. It must see the writing on the wall, recognize the rights of the Palestinians and come to some reasonable settlement with the Palestinians instead of expanding settlements of its own citizens in the illegally occupied lands.

Courtesy: http://radianceweekly.in

VOL : 26 Read. C.P.L NO. 114 No.2

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

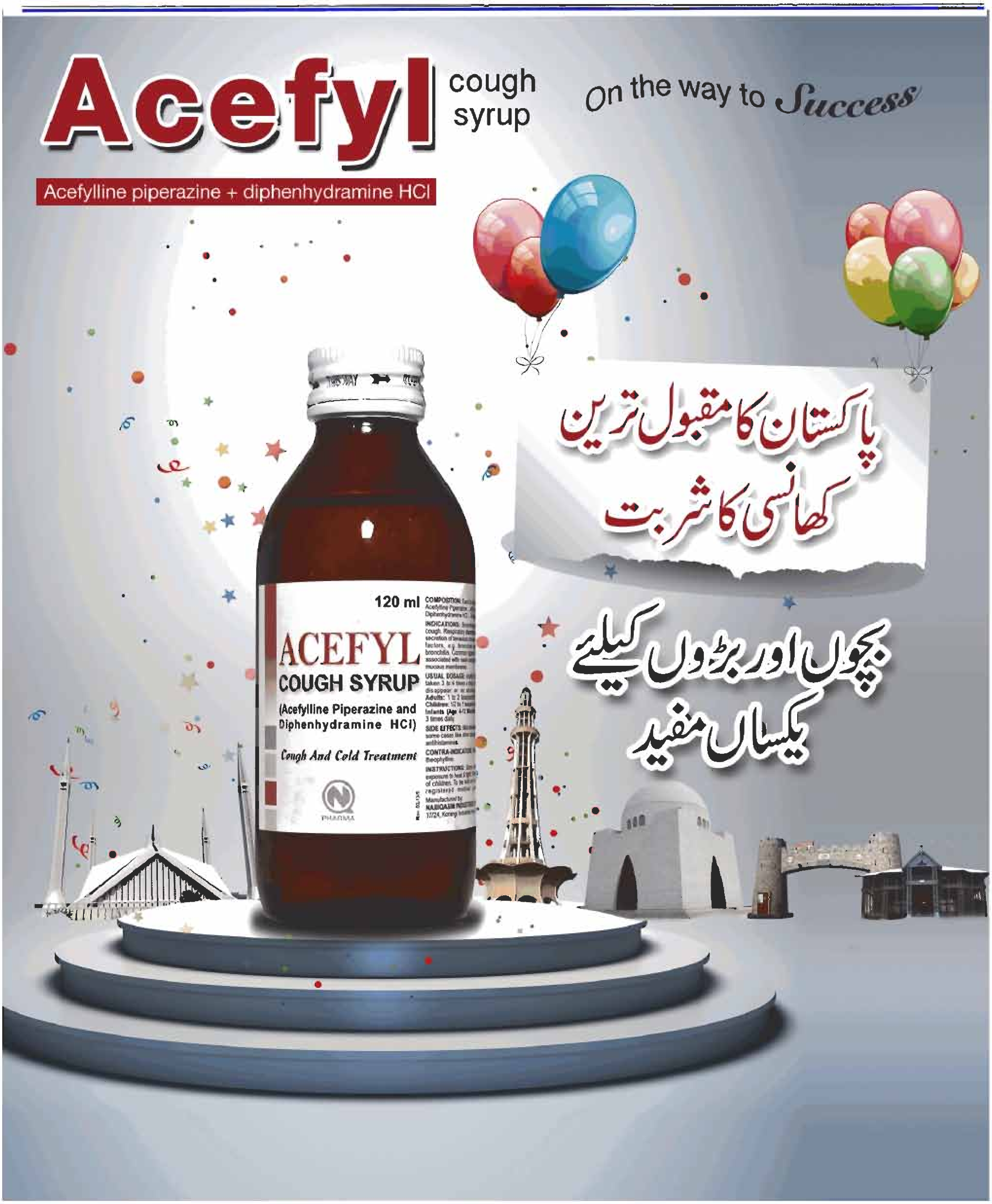

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion